UNIVERSAL LIBRARY

OU_226595

UNIVERSAL LIBRARY

Teared Pages Within The Book Only

٧٨٦

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

احکام طعام اہل کتاب

مؤلفہ

جناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر مرحوم کے۔ سی۔ ایس

آئی۔ ایل ایل۔ ڈی

واضح ہو کہ

اس رسالہ میں جہاں کہیں جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے

کا ذکر ہے اُس فتوے کی نقل جناب مرحوم کو جناب نواب

للہ صاحب غازیپوری سررشتہ کلکٹری بنارس سے وصول ہوئی تھی

در مطبع العلوم علی گڈھ طبع شد

سنہ ۱۸۹۹ ع

کتبہ اوصاف علی

اما بعد جو کہ اس زمانہ میں درباب اباحت طعام اہل کتاب کے نہایت ہ

اور ہندوستان کے مسلمان جنہوں نے ہزاروں رسمیں ہندوؤں کی اختیار کر لی ہیں اُنکو نہایت

ہی بُرا جانتے ہیں اور جو شخص اُسکو مباح کہے یا اُسکے کہانیکا مرتکب ہو اسکو کافر یا کرسٹان

یا مسلمانوں کے گروہ سے خارج یا ایک بہت بڑے امر قبیح کا مرتکب سمجھتے ہیں اور ہزاروں

طرح سے زبان طعن و تشنیع اُس پر دراز کرتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں اسلیئے یہ ایک مختصر رسالہ

درباب احکام طعام اہل کتاب کے لکھا ہے اور یہی اُسکا نام رکھا ہے تاکہ مسلمان بہائی اپنے

مسلمان بہائیوں پر بدگمانی کرنے اور برا بہلا کہنے سے باز آویں اور گناہ میں پڑنے سے محفوظ رہیں

جاننا چاہیے کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ میں سے نہو مسلمانوں کے لئے حلال

اور درست اور اُنکا کہانا جائز اور مباح ہے خواہ ہم اُنکا بہیجا ہوا اور انہیں کا پکایا ہوا اپنے گہر کہاویں

خواہ اُنکے ہاں جا کر کہاویں خواہ ہم اکیلے کہاویں خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھکر کہاویں

اور وہ کہانا قسم لحوم طیبہ سے ہو یا از قسم حبوب و شیرینی وغیرہ۔

قال اللہ تعالیٰ الیوم احل لکم الطیبات و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لهم

حاشیہ متعلق صفحہ ا آسان نہ سخت مشکل کیونکہ فرمایا رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ دین بیشک آسان ہے

نہیں ہے بڑی پرہیزگاری کی سختی پہننا اور ہر چیز سے پرہیز کرنا اور دنیا کی تمام چیزوں کو چھوڑ بیٹھنا اسلام [illegible]

اور ان کے یاروں اور ان کے پیروؤں اور انکی امت کے لوگوں پر سب پر رحمت ہو خصوصاً [illegible]

کے دین کے مسائل پہیلانیمیں کوشش کی جو دین کہ نہایت مضبوط اور سیدھا اور آسان ہے اور نہ ڈرے [illegible]

کرنیوالیکی ملامت سے اور اس بات پر مستحق ہوسے خوشی پر خوشی کا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج حلال کی گئیں تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں اور کہانا اون لوگوں کا جنکو کتاب

دی گئی ہے حلال ہے تمہارے لئے اور حلال ہے اُنکے لئے۔

الرحمٰن الرحیم

مؤلفہ ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۸۶۸ عیسوی۔

لله الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم
هم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین والصلوة
لام علی رسوله محمد خاتم الانبیاء والمرسلین رحمة للعالمین الذی
الی صراط مستقیم وجعل لنا الدین یسرا ولا عسرا حیث قال
لسلام ان الدین یسر ولا رهبانیة فی الاسلام وعلی آله واصحابه
امته اجمعین سیما علی الذین جاهدوا فی اشاعة مسائل دینیه
نبیه ... سیحهم ولا یخافون لومة لائم واستحقوا علی ذالک فرحة بعد

... کے لئے ہے جس نے اٹھایا اُن پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں سے
... اور انکو سنواتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اور اگرچہ اس سے
... تھے اور درود اور سلام ہووے اُسکے رسول پر جو محمد میں ختم کردیا جنہوں نے
... ہیں تمام عالم کے لئے جو چلے ہمکو سیدھی راہ اور کیا ہمارے لئے دین کو

وفی الترمذی سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصاریٰ فقال لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیۃ الیٰ آخر الحدیث وقال الترمذی والعمل علیٰ ھذا عند اھل العلم من الرخصۃ فی طعام اھل الکتاب۔

وفی العالمگیری لاباس بطعام الیھود والنصاریٰ کلہ من الذبائح وغیرھا۔

وفی فتح المنان فی تائید مذھب النعمان وعن علی قال لاباس بطعام المجوس انما نھی عن ذبائحھم رواہ البیہقی

اس آیت اور حدیث اور فقہ کی روایتوں سے ثابت ہوا کہ طعام اہل کتاب ہمکو حلال اور جائز ہے اور جو شے کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کی بھیجی ہوئی ہو اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام یا ناجائز نہیں ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہودیوں کے ان کا پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے۔

لہ اور ترمذی میں مہلب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام نصاری کا تو فرمایا کہ نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں (یعنی دل میں) کوئی کھانا۔ کیا مشابہ ہوگیا تو نصرانی لوگوں

... ہے ترمذی نے اور عمل ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت ...

لہ ... [illegible]

کھانا میں ... [illegible]

لہ کتاب فتح ...

ہے ... [illegible]

فی المشکوۃ عن جابر ان یہودیۃ سمت شاۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منھا واکل رھط من اصحابہ الی اخر الحدیث رواہ ابوداؤد والدارمی۔

اور حلال چیز کو اگر ایک جگہ بیٹھکر مسلمان اور مشرک بھی چہ جائیکہ اہل کتاب کہاویں تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں ہوجاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرونکو بھی اپنے ساتھہ بٹھاکر کھلایا ہے۔

فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال آکل معاک یا محمد فقال نعم الی اخر ما قال وسیاتی ذکرہ۔

[اور حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی میں کہاویں یا ایک کا جھوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانے کیوقت انکا ہاتھہ یا مونہہ شراب یا اور کوئی حرام چیز میں آلودہ نہو تو بھی اس چیز کا کہانا حلال اور جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسئلہ مسلم الثبوت ہے] کہ سؤر الانسان طاہر

مشکوۃ میں جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملایا اور

اصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو لیا حضرت نے اور اور آپ کے

زایا اور کھانہ میں

سئل[ل] مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ عن ہذا فافتی بجوازہ وہذہ العبارۃ مذکورۃ فی فتاواہ۔

وحکم طعام الکفار من المشرکین والمواکلۃ مع الانگریز علی سفرتہم وفی اوانیہم ان کان معہ شیء منکر کالخمر والخنزیر واوانی الذہب والفضۃ والتلطخ بالنجاسات کاحشاء البقر وغیرہا وزمزمۃ المجوس حرام وان کانت الآنیۃ التی یاکل فیہا المسلم خالیۃ عن النجاسۃ لان ذلک مشارکۃ معہم فی شعائرہم وان خلا عن ہذہ المفاسد فہو مباح بشرط الطہارۃ انتہی۔

غرضکہ اہل کتاب کے ان کا کہانا کہلانے میں اور اُن کے ساتھ ایک جگہ بیٹھکر کہانے میں کوئی محظور شرعی نہیں فی نفسہ حلال و مباح ہے باقی ہا عدم جواز لغیرہ چنانچہ اب ہم ان تمام شبہوں کو جنکے سبب ہندوستان کے مسلمان مشتبہین بالہنود طعام اہل کتاب کو اور ان کے ساتھ مواکلت کرنا ناجائز بتاتے ہیں رفع کرتے ہیں۔ ومن اللہ التوفیق[ل]

ل پوچھا گیا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے رحمۃ اللہ علیہ اسکا فتویٰ تو فتویٰ دیا اُسکے جائز ہونیکا کہ یہ فتویٰ موجود ہے انکے فتاویٰ میں اور جو عبارت اس فتویٰ کی ہے اسکا ترجمہ یہ ہے اور حکم طعام کفار مشرکین کا اور ... کا ساتھ انگریزوں کے دستر خوان پر اور ان کے برتنوں میں یہ ہے کہ ... کوئی برائی کے مانند شراب یا سور کے اور برتن سونے اور چاندی کے اور آلودگی کے ساتھ ... کے جیسا کہ اوجھ گائے وغیرہ کا اور زمزمہ مجوس کے تو حرام ہے اگرچہ ہووے وہ برتن کہ ... مسلمان کہاتا ہے خالی نجاست سے کیونکہ یہ شرکت ہے انکے شعائر میں اور اگر خالی ہو ان برائیوں سے ... مباح ہے بشرط پاک ہونیکے تمام ہوا کلام انکا۔

ل اور ... سے توفیق۔

الشبهۃ الاولی بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے انگریز اہل کتاب میں داخل نہیں ہیں اسلیئے کہ اس زمانہ کے انگریز اپنی کتاب پر نہیں چلتے اور اسکے حکموں کو نہیں مانتے ہیں خدا بتلاتے ہیں اور جو اصلی کتابیں توریت و انجیل کی تہیں انکو بدل ڈالا ہے پہر یہ لوگ کس طرح اہل کتاب ہو سکتے ہیں

مگر یہ شبہہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں اول سے آخر تک اور تمام حدیثوں میں جہاں کہیں لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اس سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں اور اس آیت میں بہی جو لفظ الذین اوتوا الکتاب آیا ہے اس میں بہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ بیضاوی میں لکہا ہے وہم[1] الذین اوتوا الکتاب الیہود والنصاریٰ ۔

علاوہ اسکے بہت صاف بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت پر توریت اور حضرت عیسیٰ کی امت پر انجیل اتری تہی پہر جو لوگ اپنے تئیں حضرت موسیٰ یا عیسےٰ کی امت میں سمجہتے ہیں یا انکا تابع جانتے ہیں اور اپنے تئیں یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو ان کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں وہ انہیں میں داخل ہیں جن پر کتاب اتری تہی جیسے کہ ہم مسلمانوں میں بہت سے فرقے میں یہانتک کہ ایک دوسرے کو کافر بتلاتا ہے اور وہ سب اپنے تئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سمجہتے ہیں پس تمام فرقے اہل القران ہیں یعنی انپر قرآن اترا ہے انہیں سے کسی فرقہ کو باوجود اسقدر اختلاف افعال و عقائد کے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اہل قرآن نہیں ہیں اسی طرح تمام یہود و نصاریٰ کو ان کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں اہل کتاب ہونے سے خارج نہیں ہو سکتے ۔

علاوہ اسکے ایک اور بات غور کرنے کی اور سمجہنے کی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں یہود

---

[1] اور عام ہیں وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی اور وہ یہود اور نصاریٰ ہیں ۔

اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرماتا ہے اور جسقدر عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں
اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیونکی نسبت فرمایا ہے۔ وقالت[1] الیہود عزیر ابن اللہ

اور یہود و نصاریٰ کے حق میں درباب تحریف کے فرمایا کہ یحرفون[2] الکلم عن مواضعہ

اور یہ بھی فرمایا کہ فویل[3] للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں درباب اُن کے اعتقاد تثلیث کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر
فرمایا۔ یاعیسی[4] ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ
قال سبحانک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما
فی نفسی ولا اعلم مافی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ
ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید ان تعذبھم فانھم عبادک
وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم۔

---

[1] اور کہا یہود نے عزیر بیٹا ہے اللہ کا

[2] پھیرتے ہیں کلموں کو ان کی جگہ سے۔

[3] سو خرابی ہے انکی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں
اسپر مول تھوڑا۔

[4] اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا
تو پاک ہے مجھکو [illegible] لایق تھا کہ وہ کہوں جو مجھے کہنا نہ تھا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے

اور اسی باب میں ایک جگہہ یہ فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ وما من الہ الا اللہ واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم۔

اور اسی باب میں ایک اور جگہہ اسطرح فرمایا۔ یا اہل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثہ انتہوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے کی نسبت خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم

بقیہ حاشیہ۔ میرے جی کی اور میں نہیں جانتا تیرے جی کی تو ہی جانتا ہے چھپی بات میں نے نہیں کہا انکو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے لے لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہیں اور اگر انکو معاف کرے تو تو ہے زبردست حکمت والا۔

لہ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک اور بندگی کسی کو نہیں ہے مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں البتہ جو ان میں منکر ہیں پاوینگے دکہہ کی مار۔

لہ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر پکی تحقیق مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولونکو اور نہ بتاؤ اسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے وہ ایک معبود ہے اس لایق نہیں کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچہہ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا۔

لہ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے مسیح مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا

اور اُن کے شراب پینے اور سوئر کھانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ ابو داؤد میں جو حدیث آنیہ اہل کتاب کی ہے اُس میں ہے - ھم یشربون الخمر ویطبخون فی انیتھم الخنزیر[1]

غرضکہ جو جو کچھ افعال وعقائد زمانۂ حال کے نصاریٰ کے ہیں وہ سب اُسوقت کے نصاریٰ کے بھی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالیٰ نے اُنکو اہل کتاب فرمایا ہے علی الخصوص اس اخیر آیت میں اُن کے اعتقاد تثلیث کا ذکر کیا ہے اور پھر بھی اُنکو اہل کتاب کہکر مخاطب کیا ہے پس زمانۂ حال کے نصاریٰ باوجود ان تمام افعال اور عقائد کے جو وہ رکھتے ہیں اہل کتاب میں داخل ہیں بلکہ زمانۂ حال کے بعض فرقے نصاریٰ کے جیسے پروٹسٹنٹ اُس زمانہ کے نصاریٰ سے بہت اچھے ہیں اُس زمانہ کے اکثر نصاریٰ رومن کیتھلک تھے صلیب کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں کے ایسے ہیں جو موحد ہیں اور وہ فرقہ جو یونی ٹیرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک خدا مانتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے اُن کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے -

علاوہ اسکے ہمارے اس کے فقہانے اُنہیں نصاریٰ کے ذبیحہ کو حلال بتایا ہے چنانچہ [illegible] ل میں اور صاف اسکی تصریح کردی ہے کہ اگر نصاریٰ وقت ذبح کے بجائے تسمیہ بسم اللہ الذی ثالث ثلثة[2] تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاویٰ عالمگیری کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے - الا اذا نص فقال بسم الذی ھو ثالث ثلثة فلا یحل و[illegible]

[1] وے لوگ پیتے ہیں شراب اور پکاتے ہیں اپنے برتنوں میں سور -

[2] [illegible] اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا -

اذا سمع منه انه یسمی المسیح علیہ السّلام وحدہ او سمی اللہ سبحانہ وسمی المسیح لا یاکل ذبیحتہ۔ پس اگر بسبب عقیدہ تثلیث کے نصاریٰ مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر انکا ذبیحہ حلال ہوتا۔

الشبہۃ الثانیۃ طعام کے لفظ میں گوشت اور ذبیحہ کیونکر داخل ہی۔

بلا شبہہ داخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لغت میں گیہوں کے اور تمام کہانے کی چیزونکی ہیں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور انکی پاس جو گوشت ہو اسکے حلال ہونیمیں تو کچہ شبہہ تہا ہی نہیں بلکہ اگر شبہہ تہا تو اس بات میں شبہہ تہا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اسکا گوشت بہی حلال ہے یا نہیں اور آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب اسی کی حالت کے لئے نازل ہوئی تہی اسلئے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبائح اور تمام کہانے کی چیزیں لئے ہیں۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکہا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب قیل ھو ذبائحہم وقیل جمیع مطاعمہم ویستوی فی ذالک جمیع النصاری

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم الاکثرون علی ان المراد بالطعام الذبائح لان ماقبل الایۃ فی بیان الصید والذبائح ولان ماسوی الصید

متعلق صفحہ ۹ و ۱۰۔ مگر جب ظاہر کیا یس کہا ذبح ہے بنام اس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا تو نہیں حلال ہے چنانچہ سنا بلکہ اُسنے صرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ سبحانہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کہایا جاوی ذبیحہ اُسکا۔

لہ اور کہانا اُنکا جو دئے گئے ہیں کتاب۔

لہ اور کہانا اُن لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب کہا گیا ہے کہ وہ (یعنی کہانا) ذبائح انکا ہے اور کہا گیا ہے تمام کہانے انکے اور برابر ہیں اس حکم میں سب نصاری۔ سہ اور کہانا انکا جنکو دی گئی ہی کتاب حلال ہی

والذبائح محللۃ قبل ان کانت لاھل الکتاب وبعد ان صارت لھم فلا تبقی لتخصیصھا لاھل الکتاب فایدۃ وعن بعض ائمۃ السلف انہ ان المراد ھو الخبز والفاکھۃ وما لا یحتاج منہ الی الزکوۃ وقیل انہ جمیع المطعومات۔

اور تفسیر بیضاوی میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم[1] یتناول الذبائح وغیرھا

اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم[2] یرید ذبائح الیھود والنصاریٰ

غرض کہ طعام کے لفظ میں ذبائح اور وہ گوشت جو زکوۃ سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا کھانا داخل ہے۔

الشبھۃ الثالثۃ بعض لوگ ذبیحہ میں شبہہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبح سے جانور اُسوقت حلال ہوتا ہے جبوقت کہ اُسی طرح پر ذبح کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے ہاں ذبح ہوتا ہے اور انگریزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ اُنکو

(بقیہ حاشیہ) واسطے تمہارے اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبائح ہے اسلئے کہ وہ آیت جو اس آیت سے پہلے ہے بیچ بیان شکار کے اور ذبائح کے ہے اور اسلئے کہ سب چیزیں سواے شکار اور ذبائح کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ ہوویں وہ اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ ہوگئیں واسطے اُن کی پس نہ باقی رہا واسطے خاص کرنے اُنکے اہل کتاب کے لیے کچھ فایدہ اور بعض آئمہ سے روایت ہے کہ مراد اسمیں یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اُنکی ذبح کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کھانے کی چیزیں ہیں۔

[1] اور کھانا اُن لوگونکا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال ہی تمہارے لئے شامل ہے ذبائح اور غیر ذبائح کو۔

[2] اور کھانا اُن لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہی تمہارے لئے مراد ہے ذبائح یہود اور نصاریٰ سے

ذبح بھی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے ہوئے گردن مروڑ کر یا سر توڑ کر مار ڈالتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے بھی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے ہاں اس بات کی بھی کچھ احتیاط نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذابح جو ہمارے کھانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے ہاں ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہو تو بھی اس قسم کا شبہہ کرنا توہمات میں داخل ہے کیونکہ طعام اہل کتاب کا بنص صریح خداتعالی نے ہمپر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر مشتبہ ہے اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابوداود میں باب[۱] اللحم لایدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے یہ حدیث مذکور ہے انہم[۲] قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیثا عہدہم بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہا ام لم یذکروا انا کل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نومسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ایسا ہے

---

[۱] باب اس گوشت کا کہ معلوم نہو کہ اسپر نام خدا ذکر ہوا ہے یا نہیں۔

[۲] انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو لوگ کہ نئے عہد والے ہیں ساتھ جاہلیت کے (یعنی ابھی مسلمان ہوئے ہیں) لاتے ہیں گوشت ہم نہیں جانتے ہیں کہ اسپر اللہ کا نام انہوں نے لیا ہے یا نہیں آیا کھاویں ہم وہ گوشت تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر نام اللہ کا لو اور کھاؤ۔

درست ہے جیساکہ مسلمان کا تو اُسوقت اس بات کے نہ معلوم ہونیسے کہ آیا بموجب قاعدہ کے ذبح ہوا ہے یا نہیں اُسکا کھانا ناجائز نہیں ہے۔

فی العالمگیری[1] لا بأس بطعام الیهود والنصاری کلہ من الذبائح وغیرها وفیہ انما توکل ذبیحۃ الکتابی اذا لم یشہد ذبحہ ولم یسمع منہ شیء او شہد وسمع منہ تسمیۃ اللہ تعالیٰ وحدہ لانہ اذا لم یسمع منہ شیئا یحمل علی انہ قد سمی اللہ تعالیٰ تحسینا للظن بہ کما بالمسلم انتہی

دوسری صورت یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے پس جس طرح کہ انکے نزدیک اور ان کے مذہب میں جانور کی ذکوۃ درست ہے وہی اُنکا ذبیحہ ہے اور اُسی کا کھانا ہم مسلمانوں کو حلال ہے یہانتک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مارڈالنا یا سر پھاڑ کر مارڈالنا ذکوۃ سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اسی کا کھانا درست ہے۔

سب سے اول اور بہت بڑی سند اسبات کے لئے ابوداود کی حدیث ہے باب ذبائح اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال[2] فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ فنسخ واستثنی من ذلک فقال طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

[1] عالمگیری میں ہے کچھہ مضائقہ نہیں طعام میں یہود اور نصاری کے ہر قسم کے کھانیں ذبائح یا غیر ذبائح اور عالمگیری میں ہے کھایا جاوے ... کتابی کا اُسوقت بھی کہ نہ موجود ہوں اُسکے ذبح کیوقت اور نہ سنا ہو اُس سے کچھہ یا موجود ہوں اُسوقت اور سنا گیا ہو اُس سے نام لینا اللہ ہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اُس سے کچھہ تو حمل کرینگے کہ اُسنے بیشک اللہ کا نام لیا ہے ... حسن ظن کے ساتھہ اُس کتابی کے جیساکہ مسلمان کے ساتھہ چاہیے

[2] کہا اللہ تعالیٰ نے ... بس کھاؤ تم اُس جانور کو کہ ذکر ہو اُسپر نام اللہ کا اور نہ کھاؤ وہ کہ اُسپر نہیں ذکر ہے اللہ کا سو منسوخ کیا اُسکو اللہ نے اور استثنا کیا اُس میں سے تو فرمایا اللہ نے کھانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے اُن کے لئے۔

وطعامکم حل لھم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کے شرط نہیں ہے۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال وحرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اُن کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالی نے ہمکو حلال کردیا ہے تو اُس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح ذبح کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اسی طرح وہ بھی ذبح کیا کریں یہانتک کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کریں تو بھی اُسکا کھانا درست ہے۔

فی المعالم[له] ولو ذبح یہودی او نصرانی علی اسم غیر اللہ کالنصرانی یذبح باسم المسیح فاختلفوا فیہ قال ابن عمر لا یحل وھو قول ربیعۃ وذھب اکثر اھل العلم انہ یحل وھو قول الشعبی وعطاء والزھری ومکحول سئل الشعبی والعطاء عن النصرانی یذبح باسم المسیح قالا یحل فان اللہ تعالی قد احل ذبائحھم وھو یعلم ما یقولون وقال الحسن اذا ذبح الیہودی او النصرانی فذکر اسم غیر اللہ وانت تسمع فلا تاکلہ فاذا غاب عنک فکل فقد احل اللہ ذالک

[له] معالم میں ہے اور اگر ذبح کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی ذبح کرے ساتھ نام مسیح کے تو اختلاف ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہ ہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے ہیں اکثر علما اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطار اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا شعبی اور عطا سے کہ ایک نصرانی جو ذبح کرے بنام مسیح علیہ السلام کے اُس کا کیا حکم ہے اُنھوں نے کہا کہ حلال ہے کیونکہ حلال کردئے اللہ تعالے نے اُنکے ذبیحہ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی ذبح کیوقت کیا کہا کرتی ہیں۔ اور حسن بصری نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی ذبح کرے اور نام لیوے غیر خدا کا اور تو سُن لیوے تو نہ کھا تو اسکو اور اگر تیرے سامنے ذبح نہو تو کھا بیشک اللہ نے یہ کھانا حلال کیا ہے۔

گر ہمارا عمل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم عمل کرنیکی اجازت دیتے ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو باسم المسیح ذبح نہیں کرتا۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر آیت وطعام[1] الذین اوتوا الکتاب میں لکھا ہے۔

سئلت[2] عن النصرانی یقتل عنق الدجاجۃ ثم یطبخہا ھل تؤکل معہ او تؤخذ منہ طعاما فقلت تؤکل لانہا طعامہ وطعام احبارہ ورھبانہ وان لم تکن ھذہ ذکوٰۃ عندنا ولکن اللہ اباح طعامہم مطلقا وکلما رأینا حلالا لہم بما ئدتھم فہو حلال لنا الا ما ورد نص فی حرمتہ انتھی کلامہ باختصار۔

اسکے سوا معیار میں لکھا ہے سئل[3] یعنی ابو عبد اللہ الحفار عما ذکرہ ابن العربی عند قول اللہ تعالی وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اذا سئل عن النصرانی یفتل عنق

---

[1] اور کھانا انکا جنکو دی گئی ہے کتاب۔

[2] پوچھا گیا مجھ [illegible] نی جو قتل کرے مرغی اور پکاوے اسکو تو آیا کھائی جاوے ساتھ اس نصرانی کے یا لیا جاوے اس [illegible] سے کچھ کھانے کے لئے تو میں نے کہا کہ کھائی جاوے کیونکہ وہ کھانا ہے نصرانی کا اور جائز کیا [illegible] نے اگرچہ نہیں ہے یہ ذبح ہمارے یہاں مگر اللہ نے مباح کردیا ہے انکا کھانا مطلقا اور جو کھانا [illegible] ہم ان کے لئے حلال ان کے دسترخوان پر تو وہ حلال ہے ہمارے لئے الا وہ کھانا کہ وارد ہوا ہے صریح حکم اسکی حرمت کا تمام ہوا کلام اسکا باختصار۔

[3] پوچھا گیا ابو عبد اللہ الحفار سے وہ مسئلہ کہ ذکر کیا ہے اسکا ابن العربی نے پاس قول اللہ تعالی کے

الدجاجة ثم يطبخها هل تؤكل معه او تؤخذ منه طعاماً فقال تؤكل لانها طعامه وحل ذلك
قول في المدونة يجوز الفتوى به ام لا وهل يجوز للانسان في خاصة نفسه ان
يعمله ويعمل به ام لا وقال بعد ذالك كلما يرونه حلالا في دينهم فهو حلال
لنا الا ما ورد نص في حرمته فاجاب وقفت على السوال في مسئلة فك النصراني
رقبة الدجاجة هل ياكلها المسلم معه او ياخذها منه طعاماً فافتى القاضي ابن العربي
بجواز ذالك ولم تزل الطلبة والشيوخ تستشكلها ولا اشكال فيها عند صاحب الشامل
لان الله تعالى اباح لنا طعامهم الذي يستحلونه في دينهم على الوجه الذي
شرع ولا يشترط ان تكون زكوتهم موافقة لزكاتنا في ذالك الحيوان المزكى ولا يستثنى
الا ما حرم الله علينا على الخصوص كالخنزير ان كان من طعامهم ويستحلونه بالزكوة
التي يستحلون بها بهيمة الانعام وكالميتة واما ما لم يحرم علينا على الخصوص فهو مباح لنا

اور کہا انکا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے جبکہ سوال ہوا ان سے بابت اس نصرانی کے کہ اکھاڑ
لیوے گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کھائی جاوے وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا لیا جاوے
اس میں سے کچھ کھانیکو تو کہا ابن العربی نے کہ کھائی جاوے کیونکہ وہ کھانا ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم
ہے کتابوں میں فتوی دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے لئے اسپر
اعتماد کرے او عمل کرے اور کہا ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے
ہیں وہ لوگ اپنے دین میں حلال ہیں ہمکو سوائے اسکے کہ حکم آیا ہے اسکے حرام ہونیکا - تو جواب دیا ابو
عبد اللہ العجانی نے کہ واقف ہوا میں اس سوال سے بیچ مسئلہ توڑ ڈالنے نصرانی کے گردن مرغی کی کر
کھاوے مسلمان وہ مرغی ساتھ اس نصرانی کے یا لیوے اس میں سے کچھ کھانیکو سو فتوے دیچکے ہیں
قاضی ابن العربی اسکے جواز کا اور طالب علم اور مشائخ ہمیشہ اسکے شبہہ میں رہتے ہیں اور

كسائر الطعام وكلما يفتقر الى الزكوة من الحيوانات فاذا زكاه على مقتضى دينهم احل
لنا اكله ولا يشترط في ذلك موافقة ذكوتنا لزكوتهم وذلك رخصة من الله تعالى
وتيسير علينا فاذا كانت الزكوة مختلفة في شرعنا فتكون ذبحا في بعض الحيوانات
ونحرا في بعض وعقرا في بعض وقطع عضو الرأس وشبهه كما هي ذكوة افراد او وضعا في
ماء حار وذلك في الحلزون فاذا كان الاختلاف موجودا بالنسبة الى الحيوانات في شرعنا
فكذلك قد يكون في شرع غير ملتنا سل عنق الحيوان على وجه الزكوة فاذا فعل الكتابي

(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ کچھ شک نہیں ہے نزدیک صاحب شال کے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنا[illegible]
فرمایا ہمارے لئے ان کا سب کھانا کہ جسکو حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس طرح کہ آئے
دین میں حکم شرع ہے اور نہیں ہے یہ شرط کہ ذبح انکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اس حیوان حلال کے
ہونے میں اور ان کا کوئی کھانا اس حکم سے مستثنیٰ نہیں ہے سوائے ان چیزوں
کہ جو اللہ نے حرام کی ہیں مثلاً سور اگرچہ ہے انکا کھانا اور حلال کرتے ہیں اسکو ساتھ
جس سے حلال کرتے ہیں چوپایوں کو اور مثلاً مردار کہ وہ چیزیں کہ حرام نہیں خاص ہم پر مباح ہے یہ
کہ سب کھانے ان کے جکو حلال ہیں اور جتنے جانور کہ ناپاک ان کے ذبح کی [illegible] ہوتی ہے جب ذبح کیا
اسکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے ہمکو انکا کھانا اور نہیں شرط ہے اس میں کہ انکا ذبح موافق ہو ہمارے
ذبح کے اور یہ رخصت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور آسانی ہے ہمپر پس جبکہ ہے ذبح ہماری شریعت
میں مختلف [illegible] بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کاٹنا اور بعض کا نحر یعنی سینہ کاٹنا اور بعض کا عقر یعنی
زخمی کرنا [illegible] بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کاٹنا جیسے کہ ذبح افراد کی ہے یا ڈالنا گرم پانی میں اور یہ اس کیڑے
میں ہوتا ہے کہ [illegible] شتر اور ویسے شوربا میں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح بہ نسبت حیوانات
کے ہماری [illegible] شریعت میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ ہووے اختلاف ذبح اور شریعتوں میں [illegible]

ذالك اكلنا طعامه كما اذن لنا ربنا سبحانه ولا يلزمنا ان نبحث علی شریعتهم فی ذالك
بل اذا رأینا ذوی دینهم یستحلون ذلك اكلنا قاضی القاضی لانها طعام احبارهم ورهبانهم
الی ان قال وانا قولكم هل ذالك قول فی المذهب وهل یجوز الفتوی به ام لا فهو كلام منكر
مشكل لان ظاهره ان ما یفتی به من تعاطی من المسلمین ذلك وهو خلاف ان المسلم اذا
سل عنق الدجاجة او غیرها انها میتة وانما كلام القاضی اذا كان المسلم مع كتابی فعل الكتابی
هل یاكل المسلم ذلك الطعام ام لا فقال القاضی یجوز للمسلم لا یفعل ذالك یحوان
فقولكم هل ذلك قول فی المذهب وهل یجوز الفتوی به كلام غیر محصل بل اهل المذهب
كلهم یقولون ویفتون ان كل طعام اهل الكتاب حلال لنا الا ما خصص من ذلك كما تقدم
فهذه المسئلة مما لا یختلف فیها ولا یتوقف علی الفتوی بها ان ما وقع استشكال كلام
كمال فیه اذا تامل فیه علی الوجه الذی تقرر انتهی نقل صاحب المعیار باختصار

ں گردن کسی جانور کی واسطے ذبح کرنے اسکے کے سوا اگر کتابی نے یہ کیا ہے
ہمارا اسکا کیونکہ اجازت دی ہمکو ہمارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہے ہمکو کہ بحث
کریں انکی شریعت پر اس باب میں بلکہ جب دیکھیں ہم کہ انکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اسکو تو کھا لیں
ہم وہ کھانا ہے قاضی نے اس لئے کہ یہ کھانا ان کے عالموں اور ان کے پرہیزگاروں کا ہے۔ یہانتک
کہ فرمایا قاضی نے کہ اور یہ کہنا تمہارا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتوی جائز ہے یا نہیں ایک
بات نہایت ناپسند اور شبہہ انداز ہے اسواسطے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتوی دیتے ہیں
اسکو کہ آمد و رفت کرے اور معاملہ رکھے اس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اسکا۔ اور اسمیں کچھ خلاف
نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مردار ہے۔ اور کلام قاضی
کا صرف اسمیں ہے کہ جب مسلمان ہو کتابی کے ساتھ اور اس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان بھی یہ کھانا کھاوے

اور یہ بات منقح ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اسکی نص صریح اُسکے مذہب میں موجود نہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے ... کر سکتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اُسکو کسی ...ن نے ذبح کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ اسکو کسی کتابی نے مطابق اپنے طریقہ کے مزکی ...ے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اُسکو کسی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریزونکو مشرک کے مارے ہوئے جانور کے کھانے میں بھی کچھ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں اس بات کا زیادہ تر شبہہ اسلئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے ہاں چمار تک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنیکے دو طریق ہیں ایک بموجب فتوی کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اوپر فتوی کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو بنص صریح خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے تو ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ

(باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمانکو اس کا کھانا کیونکہ مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتھ سو یہ کہنا تمہارا کہ یہ قول مذہب میں ہے اور اس کے ساتھ فتوی بھی ہے ایک بات لا اصل ہے بلکہ سب اہل مذہب کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ کھانا اہل کتاب کا ہمکو حلال ہے سوا اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور کچھ توقف اس فتوی کے دینے میں نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ واقع ہوا ہے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال یہ ہے کہ کچھ شبہہ نہیں ہو سکتا ہے اس میں جبکہ تامل ہووے جسکو ثابت ہوا تمام ہوئی نقل صاحب معیار کی بالاختصار۔

کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچہ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہمکو ثابت نہو جاوے کہ وہ مشرک کا مارا ہوا ہے اُسوقت تک اُسکے کہانے سے انکار کرنیکی یا اُسکے کہانیکو ناجائز سمجہنے کی کوئی وجہ نہیں یحسّنینا الظن بہ کما بالمسلم کما ذکرنا انفا من العالمگیری لیکن جب جاننا ہوجایگا کہ مشرک کا مارا ہوا ہے تو البتہ اُسوقت اُسکا کہانا ممنوع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا یہ ہے کہ اگر ایسا شبہہ یا وہم دل میں آوے تو دریافت کرلیں اگر وحقیقت مشرک نے قتل کیا ہو نہ کہاویں مگر اس شبہہ خاص سے عموماً طعام اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتہی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت ذبیح اہل کتاب کے یہ بات فرض کرلیں کہ تمام ذبائح بجز اس صورت کے کہ اُسکو مسلمان نے ذبح کیا ہو یا اہل کتاب نے مسلمانوں کے قواعد ذبح کے موافق ذبح کیا ہو حرام اور ناجائز ہیں تو بہی صرف اُسی گوشت کا کہانا ناجائز ہوگا جو اس طرح کے ذبح سے حاصل ہوا ہے نہ اُسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے موافق ذبح سے حاصل ہوا ہو اور نہ ان چیزونکا جن میں ذبح ہونا ہے نہیں مثلاً مچہلی روٹی چاول انڈا شیرینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت ہر شخص دریافت کرسکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا ہے اسکو نہ کہاوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بہی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے اور ہمارے ہاں مچہلی پکی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچہتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس اگر بے فلس مچہلی ہووے تو وہ نہیں کہاتا کہ اُسکے مذہب میں بے فلس کی مچہلی کہانا منع ہے اگر ہمکو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہمکو اہل کتاب کے ساتہہ برتنا چاہئے۔

لہ بسبب حسن ظن کے ساتہہ کتابی کے جیساکہ حسن ظن ساتہہ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا عالمگیری میں ہے

الشبہۃ الرابعۃ انگریزوں کے ہاں کہانا پکانے والے چمار تک ہوتے ہیں تو ان کا پکایا ہوا کہانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے

یہ شبہہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے ہاں کا پکایا ہوا کہانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے ہاں کا کہانا پکانے والے مسلمان ہوں نہیں ہو سکتا باقی رہی یہ بات کہ کہانا پکانیوالا انگریز یا کوئی اور ہو مشرکین میں سے اگر انگریز ہے تو وہ اہل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کہانے میں کچہہ محظور شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل السنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی العنایۃ شرح الہدایۃ[1] قال اللہ تعالے انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم۔ پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے ہاں کا پکا ہوا کہانا اور حلوائیوں کی مٹہائی کہاتے ہیں اسی طرح اسکو بہی کہائینگے جیسا احتمال اسبات کا ہے کہ اُسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے احتیاطی کی ہو اس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیوں کی مٹہائی اور دودہ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کہانے میں ہے خصوصاً اُس کہانے میں جو چوکہہ میں بنایا گیا ہو کہ بدون گوبر کے لیپنے کے چوکہہ ہو ہی نہیں سکتا پس جبکہ ہم ان کے ہاں کے کہانے میں کچہہ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے ہاں کہانے میں اگر [illegible] مشرک نے پکایا ہو کیوں تامل کرینگے لان کل ذلک محکوم بطہارتہ[2] حتے تیقن نجاستہا۔

[1] عنایہ شرح [illegible] میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کہتا ہوں میں نجاست اُنکے اعتقاد [illegible] نکی ذات میں۔

[2] کیونکہ [illegible] سے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین اُسکی نجاست کا ہووے۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ پوچھا گیا اور انہوں نے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قول المستفتی[1] ما تقولون ان الادویۃ المرکبۃ الرطبۃ التی یصنعونہا اھل الحرب فی دارہم من الادھان ومیاہ الاشجار وغیرہا ھل یجوز استعمالہ للمسلمین فی دار الاسلام من غیر ضرورۃ شدیدۃ تبیح المحظورات ام لا یجوز وھل تعود النجاسۃ عند استعمال الادویۃ الیابسۃ بالسحق مع الماء او الادھان ام لا وما حکم مداد ہم وقرطاسہم اذا ابتلت طاہر او نجس وکذا الصمغ التی یختمون بہا مکتوبہم بعد ان قبل بلعاب الفم ھل یجوز للمسلم ان یدخلہا فی فمہ لیکون صالحا للختام وھی ایضا من مصنوعاتہم فی دیارہم۔

جواب[2] یجوز استعمال الادویۃ المذکورۃ والصمغ وغیرہا من مصنوعات اھل الشرک بحکم ھذہ الروایۃ لعموم البلویٰ وعدم التیقن بالنجاسۃ قال ابوحفص البخاری

---

[1] قول فتویٰ لینے والے کا۔ کیا کہتے ہو تم کہ دوائیں مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اھل حرب اپنے ملک میں مثلاً تیل اور درختوں کے عرق وغیرہ تو جائز ہے مسلمانوں کو انکا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے ممنوعات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پھر آجاتی ہے نجاست بوقت استعمال دوا خشک کے ساتھ پیسنے کے پانی میں یا تیل میں یا نہیں اور کیا ہے حکم دوا کرنے انکے کا اور کاغذ انکے کا جبکہ گیلا ہو جاوے پاک یا ناپاک۔ اور ایسا ہے وہ گوند کہ بند کرتے ہیں انسے خط اپنے خط گیلا کرکے اپنے تھوک سے۔ تو جائز ہے مسلمان کو کہ لیوے اس گوند کو اپنے منہ میں تا اسکو درست کرے خطوط بند کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا ہوا ہے ان ہی کا ان ہی کے ملک میں

[2] جواب جائز ہے استعمال ان دواؤں مذکورہ کا اور اس گوند وغیرہ کا کہ بنائی ہوئی ہیں اہل شرک کی بموجب حکم اس روایت کے واسطے عموم بلوے کے اور عدم تیقن نجاست کے۔ کہا ابوحفص بخاری نے

من شك في انائه وثوبه او يديه اصابة النجاسة ام لا فهو طاهر ما لم يتيقن وكذلك الابار
والحياض التي يتخذها اهل الشرك والبطالة وكذلك الثياب التي ينسجها اهل الشرك
والجهلة من اهل الاسلام وكذا الجياب الموضوعة والمركبة في الخرق والعمامات التي يتوهم فيها
اصابة النجاسة كل ذلك محكوم بطهارة حتى تتيقن نجاسته والاصل في ذلك ما روي
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه استسقى عبد الرحمن بن عوف فقال اسقيك من جرة مخمرة
او من الجب الذي يشرب منه الناس فقال عليه السلام من الجب الذي يشرب منه الناس و
روي عن محمد بن واسع رح ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله
اجرة ابيض مخمرة اي مستورة اتوضأ به احب اليك ام وضوء جماعة المسلمين قال وضوء جماعة المسلمين

جس شخص نے کہ شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھوں میں کہ لگی ہے اسکو نجاست
یا نہیں سو وہ پاک ہے جبتک کہ یقین نہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ استعمال کرتے ہیں اُن کو
اہل شرک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بنتے ہیں اُنکو اہل شرک یا جاہل مسلمان۔ اور ایسے
ہی وہ تھیلیاں کہ رکھی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عماموں میں کہ جن میں وہم ہووے لگنے
نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جبتک کہ یقیناً نجاست نہووے اور اس سب کی اصل وہ
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کہا کہ جو تھلیا
ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے پانی پلاؤں یا اُس بڑے مٹکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو فرمایا کہ بڑے
مٹکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسع سے ہے کہ ایک شخص آیا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ اونچی رکھی ہوئی تھلیا جو ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے وضو کروں
تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اُس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ
وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے۔

احب الادیان الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ فتاوی عمادیہ واللہ اعلم وفی الھدایۃ سور الآدمی وما یوکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر ویدخل فیہ الجنب والحائض والنفساء والکافر وفی الکافی شرح الھدایۃ اذ لو حکم بنجاستہ لاحتاج کل جنب وحائض الی اناء علی حدۃ وفیہ الحرج کما لا یخفی وفی العنایۃ شرح الھدایۃ ثبت فی الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکن ثمامۃ ابن اثالۃ فی المسجد قبل اسلامہ فلو کان نجسا لما مکنہ من ذلک فان قلت قال اللہ تعالی انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم انتہی۔

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت مسائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن مسائل کی جنکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بالتصریح ان کے جائز ہونے کا حکم دیا

سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاوی عمادیہ واللہ تعالی اعلم۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جھوٹا آدمی کا اور اس جانور کا کہ کھایا جاتا ہے گوشت اُسکا پاک ہے کیونکہ جو ملا ہے اُس میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے۔ اور داخل ہیں اسی حکم میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر۔ اور کافی شرح ہدایہ میں ہے کیونکہ اگر حکم انکی نجاست کا کریں تو بیشک حاجتمند ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن کے اور اس میں بہت حرج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے ثابت ہے صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھرایا ثمامہ بن اثالہ کو مسجد میں اُسکے مسلمان ہونے سے پہلے پس اگر نجس ہوتا تو اُسکو مسجد میں حضرت نہ ٹھراتے۔ پس اگر تو یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نجاست اُنکے اعتقاد میں ہے نہ انکی ذات میں۔

بخوبی مستحکم ہے اور بمقابل اُن مسائل کے نہ لوگوں کے بُرا بھلا کہنے کی کچھ حقیقت سمجھتا ہی
اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے وعظ سننے والوں کے پھرجانے کا اندیشہ ہے اور نہ
نذر و نیاز کے بند ہونے کا کچھ خدشہ ہے اُسکے لئے ان تمام شبہات وہمیہ کے دو
کرنے کے لئے صرف یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے
ہاں کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کہایا اور جب آپ سے نصاری کے ہاں کے کہانے
کے باب میں پوچہا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صدرک[1] طعام کافی دوانی ہے
کیونکہ یہ شبہات جسقدر کہ پیش کئے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اُسوقت بہی موجود تھے
اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صدرک[2]
طعام پس جب کسیکا اتقا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتقا سے بڑہا ہوا ہو
وہ ان شبہات وہمیہ پر طعام اہل کتاب سے بچنے کا دعوی کرے۔

الشبہتہ الخامسۃ جن برتنوں میں کہانا انگریزوں کے ہاں پکتا ہے اور جن
برتنوں میں کہایا جاتا ہے ان کے پاک ہونیکا کس طرح یقین ہو سکتا ہے۔

یہ شبہہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گہر اگر مسلمان کے ہاں کا پکا ہوا کہانا
کہاویں متعلق نہیں ہو سکتا ہے البتہ اس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گہر جاکر کہاویں
متعلق [illegible] ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکہنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں
آیا [illegible] یا شیشہ کے ہیں کہ جن میں اثر اشیاء مخرمہ کا اگر ان میں کہائی پائی گئی ہوں نفوذ
نہیں [illegible] دہاتی وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر انکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

[1] [illegible] اے تیرے سینہ میں کوئی کہانا۔

[2] [illegible] اے تیرے سینہ میں کوئی کہانا۔

اول کے ہیں اور دھوئے ہیں تو اُن میں کھانا بے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے دھوئے ہیں اور اُن میں محرمات کے کھلائے جانیکا صرف احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں اور نہ کوئی ظاہری نجاست اُن میں ہے تو بغیر دھوئے ہوئے بھی کھانا مکروہ یعنی بر احتیاطی ہے مگر حرام یا ممنوع شرعی نہیں لانّ کل ذالک مکروہ بطہارتہ حتی تیقن بنجاستہا اور یہ حکم کچھ انگریزوں ہی کے برتنوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام اُن قوموں کے برتنوں سے متعلق ہے جو اُن چیزوں کو کھاتے پیتے ہیں جنکا کھانا پینا ہماری شریعت میں حرام ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے ہیں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیسا کہ مٹی کے برتن اور ہمکو اس بات کا یقین ہے کہ اُن میں شراب پی گئی ہے یا سور پکایا گیا ہے تو اُن کے واسطے یہ حکم ہے کہ اگر اور برتن ملیں تو اُن میں نہ کھاویں اور اگر اور برتن نہ ملیں تو اُن کو دھولیں اور کھاویں۔

ابو داؤد میں ابو ثعلبۃ الخشنی سے روایت ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاوز اهل الکتاب وهم یطبخون فی قدورهم الخنزیر ویشربون فی آنیتهم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتم غیرها فکلوا فیها واشربوا وان لم تجدوا غیرها فارحضوها بالماء کلوا واشربوا۔

لہ کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے جب تک کہ اُسکے ناپاک ہونے کا یقین ہووے۔

سلہ پوچھا ابو ثعلبۃ الخشنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر ہوتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں میں سوئر اور پیتے ہیں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کھاؤ اور پیو اُن میں اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو اُنکو پانی سے دھو کر اُن میں کھاؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں فان وجدا غیرھا فلا تاکلوا فیھا و ان لم تجدوا فغسلوھا وکلوا فیھا ۔[1]

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن ملیں تو پھر انگریزوں کے برتنوں میں کھانا نہ چاہیے مگر ایسا سمجھنا تین وجہہ سے غلط ہے ۔

اول یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سور کھایا پکایا جاتا ہے اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اس میں شراب پینے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں اور سور کھانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر ہر قسم کے کھانے کے لئے برتن جدا جدا ہیں پس یہ حدیث ان برتنوں سے جو سور اور شراب کے کھانے کے نہیں ہیں متعلق نہیں ہوسکتی ہے ۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث ان برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور مشروب کا سرایت کرتا ہے ۔

تیسرے یہ کہ تمام علمانے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ نہی احتیاطی ہے اور انگریزوں کے برتنوں میں دھونے کے بعد کھانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچھ کراہت بھی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں ۔

شارح مشکوۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں فلا تاکلوا فیھا ای احتیاطا فاغسلوھا امر وجوب ان کان ظن النجاسۃ والا فامر ندب ۔[2]

---

[1] اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کھانا اُنمیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو پھر دھولو اور اُن ہی میں کھاؤ ۔

[2] نہ کھاؤ تم اُن برتنوں میں یعنی احتیاط کے لئے پس دھوؤ اُنکو یہ حکم وجوبی ہے اگر ہووے گمان نجاست کا ورنہ یہ حکم استحبابی ہے ۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے۔ وقد[له]
یقال هذا الحدیث مخالف لما یقول الفقهاء فانهم یقولون یجوز استعمال اوانی المشرکین اذا غسلت ولا کراهة فیها بعد الغسل سواء وجد غیرها ام لا وهذا الحدیث یقتضی کراهة استعمالها ان وجد غیرها ولا یکفی غسلها فی نفی الکراهة وانما یغسلها ویستعملها اذا لم یجد غیرها والجواب ان المراد النهی عن الاکل فی آنیتهم التی کانوا یطبخون فیها لحم الخنزیر ویشربون الخمر کما صرح به فی روایة ابی داؤد وانما نهی عن الاکل فیها بعد الغسل للاستقذار وکونها معتادة النجاسة کما یکره الاکل فی المحجمة المغسولة واما الفقهاء فمرادهم مطلق آنیة الکفار التی لیست مستعملة فی النجاسات فهذه یکره استعمالها قبل غسلها فاذا غسل فلا کراهة فیها لانها طاهرة ولیس فیها استقذار ولم یریدوا نفی الکراهة عن آنیتهم المستعملة فی الخنزیر وغیره من النجاسات والله اعلم۔

[له] کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہا کے کہ وہ کہتے ہیں جائز ہے استعمال مشرکین کے برتنوں کا جب دھوئے جاویں اور کچھ کراہت ان میں نہیں بعد دھونے کے اور برتن ان کے سوا موجود ہوں یا نہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال ان برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن ان کے سوا موجود ہوں اور صرف دھونا ہی انکا کافی نہیں ہے کراہت کے دور کرنے کے [illegible] دھوے اور برتے انکو جب نہ موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ منع کرنا کھانے کا ہے ان کے اس برتن میں کہ پکاتے ہیں اس میں گوشت سور کا اور پیتے ہیں اس میں شراب چنانچہ یہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے ان میں کھانا غسل کے بعد [illegible] سبب اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی عادت ہے چنانچہ مکروہ ہے کھانا پچھنوں کے برتن [illegible] اگیا ہو

علاوہ اسکے ابوداؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف بلا کسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن[1] جابر قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنصیب من آنیۃ المشرکین واسقیتھم فنستمتع بہا فلا یعیب ذلک علیہم۔

وقد[2] سئل مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدھلوی عن ھذا فاجاب ھکذا کما ھو مذکور فی فتاواہ وھذہ عبارتہ یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاھر من اوانیھم النجاسۃ وانھم یستحلون الخمر ویشربون ذالک ویاکلون ویطعمون فی قدورھم وفی قصاعھم واوانیھم فکرہ الاکل فیھا قبل الغسل

متعلق صفحہ ۲۸ - اور فقہا کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کافروں کے جو نجاستوں میں مستعمل نہیں ہیں کروہ ہے انکا استعمال دھونے سے پہلے اور جب انکو دھو لیا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں ہے اُن میں کچھ گھن اور نہیں مراد ہے فقہا کی یہ کہ کراہت نہیں ہے اُن کے اُن برتنوں میں جو مستعمل ہوتے میں خنزیر وغیرہ نجاستوں میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جاتے تھے تو ملتے ہمکو برتن مشرکوں کے اور پانی کے برتن اُنکے تو برتتے ہم انکو سو حضرت عیب نہیں لگاتے تھے اسکا ہم پر۔

[2] اور [illegible] العزیز سے اسکا حکم تو یہ سے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے اُن کے فتادی میں اور یہ اُنکی عبارت [illegible] وہ ہے کھانا اور پینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دھونے سے اور ظاہر اُن کے برتن میں [illegible] اور وے حلال جانتے ہیں شراب اور پیتے ہیں اُسکو اور کھلاتے پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں [illegible] اور اپنے گھڑوں میں اور اپنے برتنوں میں تو مکروہ ہے کھانا اُن میں دھونے سے پہلے۔

اعتبار الظاهر کما کرہ التوضی بسور الدجاجۃ لانہا لاتتوقی من النجاسۃ غالبا لان الاصل

فی الاشیاء الطہارۃ وتشکیکا فی النجاسۃ فلم یثبت النجاسۃ بالشک ہذا اذا لم یعلم

بنجاسۃ الاوانی واذا علم فانہ لا یجوز ان یشرب فیہا قبل الغسل ولو اکل وشرب کان

شاربا واکلا حراما ہذا حاصل ما ذکر فی الذخیرۃ ـ

قال العبد (اے المجیب) اصلحہ اللہ تعالی وما ابتلینا من شراء السمن والخل واللبن

والجبن وسائر المایعات من الہنود علی ہذا الاحتمال تلویث اوانیہم وان نساءہم لا

تتوقین من السرقین وکذا یاکلون لحم ما قتلوہ وذلک میتۃ فی المجتنب ان لم یجد بدا

منہم ان یستوثق علیہم ان یجتنبوا عن السرقین والمیتۃ فالشق علیہم بامرہم ان یعطوا اوانیہم

اعتبار ظاہر کے جیسا کہ مکروہ ہے وضو ساتھ جھوٹے پانی مرغی کے کہ وہ غالب نجاست سے نہیں بچتی ہے

کہ اصل اشیا میں طہارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست شک سے

جبکہ نہ معلوم ہووے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہووے تو نہیں جائز ہے کہ پیوے اُن میں پہلے

دھونے سے اور اگر کھایا یا پی لیا اُن میں تو ہوگا حرام کا کھانیوالا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اسکا

جو ذخیرہ میں ہے ۔

کہتا ہے بندہ (یعنی مجیب) صلاحیت دے اللہ اُسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا ہیں ہم اُن میں خریدنا گھی کا

اور سرکہ کا اور دودہ کا اور پنیر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہنود کے ہاں سے اسی حکم میں ہیں بسبب

احتمال آلودگی اُن کے برتنوں کے اور اُن کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبر سے اور

کھاتی ہیں گوشت اُس جانور کا کہ قتل کرتے ہیں اُسکو اور یہ مردار ہے اور مجتنب پر ہے کہ نہ پلئے

چارہ اس بات کا کہ نہ اعتماد کرے اُن پر کہ بچیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے

اُنکو کہ دیویں وہ اپنے برتن ۔

مسلما یغسلها او یغسلوا ید یہ بحضرۃ من المسلمین والاو الاباحۃ فتوی والتحرز التقوی کذا فی نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دہوے گئے پاک تہا یا ناپاک شرعاً کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ کوئی پاک چیز شبہہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی جیسے کہ ابہی بیان ہوا۔

علاوہ اسکے تیسر الوصول میں خاص انگریزوں کے کپڑوں کے پاک ہونے میں اثر صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اس میں ہے [1] وعن ابن عمر قال توضاء عمر رضی اللہ عنہ بالحمیم فی جر نصرانیۃ ومن بیتہا اخرجہ رزین قلت وترجم بہ البخاری واللہ اعلم۔

الشبہۃ السادستہ میز پر بیٹھکر چہری اور کانٹے سے کہانا اور تشبہ بالنصاری کرنا کس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہہ کا حل دو طرح پر کرنا چاہئے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر بیٹھکر اور چہری اور کانٹا اور چمچہ سے کہانیکا کیا حکم ہے پہر تشبہ کا حکم بیان کیا جاوے چہری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو چہری سے کاٹکر تناول فرمایا ہے

مسلمان کو کہ دہو... دیں وہ اپنے ہاتہ سے سامنے مسلمانوں کے اور اگر یہ نہو سکے تو اباحۃ فتوی ہے ... تقوی ہے یہی نصاب الاحتساب میں۔

[1] اور ابن عمر ... یت ہے کہ وضو کیا عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت کے گہر میں اور ... ہی تہا یہ حدیث امام رزین نے نکالی ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ اسکو بخاری نے بہی بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

بخاری میں عمرو ابن امیہ سے روایت ہے۔ اخبرہ[۱] انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحتز من کتف الشاۃ فی یدہ فدعی الی الصلوۃ فالقہا والسکین التی یحتز بہا ثم قام فصلی ولم یتوضا

اور ابوداؤد میں جو حدیث در باب منع قطع لحم بالسکین کے ہے اسکو خود ابوداؤد نے ضعیف ہے قال[۲] القسطلانی۔ فان قلت ہذا الحدیث یعارض حدیث ابی معشر عن ہشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رفعتہ لا تقطعوا اللحم بالسکین فانہ من صنع الاعاجم وانہشوہ فانہ اہنأ وامراء اجیب بان ابا داؤد قال ہو حدیث لیس بالقوی وحینئذ لا یحتج بہ من اجل ابی معشر نجیح السندی الہاشمی صاحب المغازی قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث ومن مناکیرہ حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین ہذا لکن قال الحافظ ابن الحجر ان لہ شاہدا انتہی۔

---

[۱] انکو خبر دی ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھری سے کاٹتے تھے شانہ بکری کا جو آپ کے ہاتھ میں تھا کہ بلائے گئے طرف نماز کے پھر ڈال دیا اس شانہ کو اور اس چھری کو کہ جس سے کاٹتے تھے پھر کھڑے ہوئے نماز پر اور نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔

[۲] کہتے ہیں قسطلانی۔ اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث ابی معشر کے جو روایت کرتے ہیں ہشام ابن عروہ سے کہ وہ روایت اپنے باپ سے جو روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ سے کہ وہ اس حدیث کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچاتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ یہ فعل عجم کا ہے اور دانت سے کھاؤ کہ یہ بہت خوب اور خوشگوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اس وقت اس حدیث سے حجت نہ ہوگی بسبب ابی معشر کے کہ حجت لیتے ہیں اسکے ساتھ سندی الہاشمی صاحب المغازی۔ کہتے ہیں امام بخاری وغیرہ کہ یہ ابو معشر منکر الحدیث ہیں اور انکے مناکیر سے ہے حدیث لا تقطعوا اللحم بالسکین۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہتے ہیں حافظ ابن حجر کہ اسکے واسطے شاہد بھی ہے۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث نہی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے صراط المستقیم شرح سفر السعادت میں اس طرح پر کی ہے۔
اگر حدیث نہی صحیح ہست در گوشتے باشد کہ نیک نضیج یافتہ و احتیاج بریدن ندارد
و آنچہ در بریدن آید در آنچہ نضیج نیافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اُسی مقام پر حدیث
نہی کو اور بھی ضعیف کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نہی ایسی ہے جیسا کہ ہاتھ سے گوشت
توڑنے پر بھی نہی آئی ہے اور انکی عبارت یہ ہے
ہمچنانکہ نہی از بریدن گوشت بکارد وردیافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست
نیز منع گونہ واقع شدہ در جامع الاصول از صفوان بن امیہ آوردہ کہ گفت بودم من کہ
میخوردم با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیگرفتم گوشت را بدست خود از استخوان فرمود
نزدیک بگردان گوشت از دہن خود کہ وے گوارا تر و سبک تر است رواہ ابوداؤد
وروی الترمذی۔
پس یہ نہی ایسی نہیں ہے کہ جسکے ارتکاب میں کچھ قباحت ہووے کیونکہ یہہ
نہی حکمی نہیں ہے چھری اور کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا چاہیے کہ ان کے
استعمال کی ممانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں جنسے ہاتھ بھرتا ہے سب پچھ
سے کھانی میں ولا ایجاب ولا کراہ۔
میز پر کھانے کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ
جس طرح رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کبھی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبھی
تشتریوں اور پیالیوں میں کھانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبھی میدے اور روے کی
اور چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی اُسی طرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا

پس جو حال کہ ان چیزوں کا ہے وہی میز پہ کھانے کا ہے جس طرح وہ مباح ہیں اُسی طرح

یہ بھی مباح ہے۔

بخاری میں قتادہ سے روایت ہے ما اکل النبی[1] صلی اللہ علیہ وسلم خبزا مرققا

ولا شاتا مسموطۃ حتی لقی اللہ عزوجل۔

اور حضرت انس سے روایت ہے ما علمت النبی[2] صلی اللہ علیہ وسلم اکل

علی سکرجۃ قط ولا خبز امرققا قط ولا اکل علی خوان قط قیل لقتادۃ فعلی ما کانوا یاکلون قال علی[3] السفر

السکرجۃ[3] بضم السین والکاف والراء المشددۃ وفتح الجیم وقیل الراء المفتوحۃ

وھی صحاف صغار کذا فی القاموس۔

وفی[4] مجمع البحار ولا اکل علی خوان قط ھو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل لانہ

من داب المترفین لئلا یفتقروا الی التطاطؤ والانحناء۔

---

[1] نہیں کھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی اور نہ بکری کا گوشت بنا ہوا یہاں تک کہ ملے اللہ

عزوجل سے۔

[2] نہیں جانا میں نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ہو اوپر تشتری کے کبھی اور چپاتی کبھی اور نہ خوان پر

کبھی تو کہا گیا قتادہ سے پھر کس پر کھاتے تھے تو کہا کہ دسترخوان پر۔

[3] سکرجہ میں سین اور کاف اور رار تشدید والی پر پیش ہے اور جیم پر زبر اور بعض رار پر بھی زبر کہتے

ہیں اور وہ ہے ۔ کا بیاں ہیں چھوٹی چھوٹی یہ ہی قاموس میں ہے۔

[4] اور مجمع البحار میں ہے اور نہ کھایا اوپر خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان

وہ چیز ہے کہ جس پر کھانے کے وقت کھانا رکھتے ہیں اسلئے کہ یہ دستور ہے تونگروں کا تاکہ نہ حاجت

ہووے جھکنے کی۔

اور بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے انّہ سئل سہلاً ھل رأیتم فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم النقی قال لا فقلت کنتم تنخلون الشعیر قال لا ولکن کنا ننفخہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح کھانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اس طرح کا کھانا سنت ہے اور آپکے سوا فی نفسہ مباح ہے اسی طرح دسترخوان پر کھانا سنت اور میز پر کھانا فی نفسہ مباح ہے۔

اب باقی رہی بحث نسبت تشبہ کے اور اس باب میں حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم سے استدلال کیا جاتا ہے کتاب اللباس باب ما جاء فی الاقبیة میں ابو داود نے اسکی ہے۔

مگر اس حدیث کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے مناسب ہے کہ اول نفس الفاظ حدیث میں غور کیا جاوے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبہ سے کیا مراد ہے اور منہم کے کیا معنی ہیں اور اس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں۔

تشبہ کسی قوم کے ساتھ اسوقت کہا جا سکتا ہے کہ جب وہ بات خاص اسی قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر بیٹھکر کھانا اور چھری کانٹے سے کھانا قوم نصاریٰ کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح پر کھاتے ہیں اب کیا وجہ ہے کہ جو میز پر بیٹھکر کھانا ہو اسکو مشابہت نصاریٰ کے ساتھ دیجاوے اور ترک کے ساتھ

لہ پوچھا ابو حازم نے سہل سے کہ کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں میدہ کھایا نہیں پھر پوچھا ہے کہ تم چھانا کرتے تھے جو کا آٹا کہا نہیں مگر پھونک مارتے تھے

ٹہ جو تشبہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ اس قوم میں سے ہے

تہ کتاب پوشاک باب ان حدیثوں کا کہ ان میں بیٹھنے کے کپڑوں میں

ہے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہیے پس
جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پر بیٹھکر کہاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسلامیہ
رکھتے ہیں تو کیوں انکے اس فعل کو نصاری کے ساتھہ تشبیہ دیویں اور مسلمانوں
کے ساتھہ تشبیہ نہ دیویں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے
نہیں دیکہا کہ اُن کے ساتھہ مشابہت دیں اس میں کچہ قصور مرتکبین کا نہیں ہے بلکہ مشابہت
دینے والوں کا قصور ہے

اب لفظ تشبہ پر غور کرنا چاہیے کہ آیا اس لفظ سے تشبہ تام مراد ہے یا غیر تام مراد
ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا بگھی پر
سوار ہو کر نکلے یا گھوڑے پر انگریزی کاٹھی بجائے زین کے رکھے یا چینی کے برتنوں
میں کہاوے یا شیشہ کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹھے وہ سب معنی لفظ تشبہ
میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبہ ساتھہ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ ترمذی نے شمائل میں ابن عباس سے روایت کی ہے
ان[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون یفرقون رؤسہم
وکان اھل الکتاب فیما یسدلون رؤسہم وکان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما
لم یؤمر فیہ بشئ ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

---

[1] بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ہے چھوڑتے تھے اپنے بال اور مشرکین مانگ
نکالتے تھے اور اہل کتاب سیدہے چھوڑتے تھے اپنے بال اور حضرت پسند کرتے تھے موافقت
اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نہوا ہو پہر حضرت مانگ نکالنے لگے ۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت تام مراد ہے بان لا یعرف امہو من النصاریٰ ام ہو من الاتراک تو ایسی مشابہت میز پر بیٹھکر کہانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی ظاہری و باطنی آنکھیں خدا نے تعالیٰ نے اندہی نکردی ہوں اگر مسلمانونکو میز پر کہاتے دیکھے تو کبہی اسکو یہ شبہہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان پہچان لیگا۔

مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے ساتھہ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان انکو نہیں کرتا انکا کرنا تشبہ میں داخل ہے اور منع ہے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار انکو بہت زیادہ کرتے ہوں اور مسلمان کم ان کے کرنے میں کچہہ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتہہ ہو بنظر آرام و فائدہ کے کیجاوے تو کچہہ مضائقہ نہیں ہے بعد اسکے وہ لکہتے ہیں کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں انہیں میں گننے اور بلا شبہہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گننا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی کفار کرتے ہیں ان کے اختیار کرنے میں وہ تشبہ لازم آجاوے جو شرعاً منع ہے چنانچہ ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبد العزیز صاحب کا بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبہ محررہ شہر جمادی الثانی ۱۲۳۸ھ موافق قواعد شرع چیزے کہ مخصوص بکفار باشد و مسلمانان آنرا استعمال نکنند خواہ در لباس خواہ در چیزے دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبہ است و ممنوع وانچہ مخصوص بکفار نیست گو کہ کفار آنرا بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کمتر مضائقہ ندارد و ہمچنیں اگر بعض

لہ نہیں پہچانا جاتا کہ وہ نصرانی ہے یا ترک۔

از امور مخصوصہ کفار بنا بر آرام و یا بنا بر فائدہ دنیاوی استعمال کنند بے آنکہ خود را مشتبہ بآنہا سازند مضائقہ ندارد و آرے تشبہی کہ ممنوع ہست مطلقاً آنست کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند و امالہ قلوب بآنہا داشتہ باشند وہمچنین تعلیم لغت ایشان و خط ایشان بنا بر تشبہ البتہ ممنوع اما بنا بر اطلاع بر مضامین کلام ایشان یا خواندن خطوط ایشان اگر تعلم لغت کنند یا خط ایشان بنویسند مضائقہ ندارد و در حدیثے کہ در مشکوۃ مذکور ہست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلم خط یہود امر فرمودند و زید ابن ثابت آنرا در عرصہ قریب آموختند و تشبہ در عبادات و اعیاد مطلقاً ممنوع ہست احادیث و آیہ بریں بسیار اند غرضکہ تشبہ بآنہا بر چیزے کہ باشد داخل منع ہست و آموختن زبان ایشان برائے اطلاع یا پوشیدن پوشاک برائے فائدہ بدنی مضائقہ ندارد انتہی ۔

اگرچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوی میں تشبہ ممنوع کی نسبت بہت سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر رکہا ہے کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند پہر بہی درحقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبہ سے بہی کچہ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکہا جاویگا ۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاری کے ساتھہ کی تو وہ بہی نصرانی ہوگیا ۔ واے اعتقاد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ان یستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا و ان صلی صلوتنا و صام صیامنا ۔ نا لبا امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب بہی ایسا نہ

ملہ اگرچہ اعتقاد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ قبلہ بنا لے ہمارا قبلہ اور کہا لے ہمارا ذبیحہ اور نماز پڑہے ہماری نماز اور روزہ رکہے ہمارا روزہ ۔

[illegible] ہم کے لفظ سے یہ مراد نہیں لینگے پس جبکہ لفظ منہم کے یہ معنی نہ ٹھہرے تو کوئی اور معنی اسکے لینے چاہئیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں ہیں جو لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ یہ معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں -

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے نہ کسی قسم کے تشبہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جاوے تعلق ہے نہ اس حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبہ بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد ہے اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور اور کسی قوم کے لوگ ایک جگہ مارے جاویں تو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کیونکہ کیجاوے تاکہ مراتب تجہیز و تکفین موافق اس قوم کے ادا کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اسی قوم میں اسکو شمار کرنا چاہئے اور چونکہ اس حالت کی شناخت نقاب اور لباس کے منحصر ہوتی ہے اسلئے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ میں مذکور ہیں

مثل اسکے اور موید اس گفتگو کے ایک اور حدیث ابو داود میں آخر کتاب الجہاد میں ہے [illegible] ن سمرۃ بن جندب اما بعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من [illegible] المشرکین وسکن معہ فانہ مثلہ یعنی جس طرح کہ لڑائی میں مشرک کا خون [illegible] ہوا یا باب محفوظ نہیں رہ سکتا اسیطرح اسکا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا

لہ سمرۃ بن جندب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے اور [illegible] اسکے ساتھ تو وہ بھی مانند ان ہی کے ہے -

اب رہا ایک اعتراض جو بعض متعصبین نسبب اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو کہ میز پر بیٹھکر کہانا یا انگریزوں کے ساتھ کہانا اُن ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے جو عیسائی ہوگئے ہیں اور اُنکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر بیٹھکر کہاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے کہ وہ بھی متنصر ہے مگر اس قسم کا شبہہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہر حال اس شبہہ کا بھی یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں نہ اسکی نسبت اُس میں کچھ حکم ہے معہذا یہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اُس تعامل کو جو بلاد اسلام میں جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہاتے ہیں اور میزوں پر کہاتے ہیں ہندوستان میں رائج نہیں کیا پس مسلمانوں کو اسکا رواج دینا چاہئے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہوجاویگی

فیا[1] ایہا المسلمون تعاملوا علیہا لا علی نیۃ العجب و التکبر بل علی نیۃ ترفع حال المسلمین لئلا ینظر ہم قوم بنظر الحقارۃ مما اعتاد وا من الزلۃ و المسکنۃ ان اللہ یعلم ما فی صدورنا و یحکم علینا بما فی قلوبنا من حسن النیۃ او غیرہ۔

مولانا مولوی شاہ محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ سنت ہدیٰ ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعار اہل تشیع کا ہے تو اس سے احتراز اولیٰ ہے

---

[1] سو اے مسلمانوں برتاو کرو تم اسپر نہ بہ نیت غرور اور تکبر کے بلکہ بہ نیت ترقی حال مسلمانوں کے تاکہ نہ دیکھ سکے انکو کوئی قوم ساتھ حقارت کے بسبب اُنکی اُن عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت کی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کریگا موافق اُسکے کہ ہمارے دلوں میں ہے حسن نیت یا غیر حسن نیت سے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انکا شعار اسی وجہ سے ہوگیا ہے کہ تم نے ترک کر رکھا ہے پس اگر تم اسکو اختیار کروگے تو انکے شعار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مباح ہے اسکے کرنیوالوں پر اسوجہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرح کی ملامت نہیں ہوسکتی

انصاف کرنے کی بات ہے کہ میز پر کھانا تو تشبہ بالنصاریٰ ہووے اور مباح کو یعنی انکے کھانیکو ترک کرنا اور اسکے کھانے والے کو کافر جاننا اور ذات سے گرا دینا اور حقہ پانی بند کردینا تشبہ بالیہود نہووے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے کہ جہاں کسی نے کھانا انگریز کے برتن میں کھالیا وہ کافر ہوگیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں میں تو یہ جہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ بیچارہ کچھ صرف نہ کرے اور پنچایت نہ دے اور پھر کر قاضی اسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں ملایا جاتا اور جہلاؤں کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری جہالت ہے شراب پینے سے بھی آدمی کافر نہیں ہوتا انکے حلال اور مباح کھانے سے یہ بلا کس سبب سے ہے اوراسی سبب سے عوام میں اسکا رواج بھی ہو رہا ہے کہ علما ان کے ڈر سے اور اپنی نذر و نیاز کے خوف سے اور اپنے تئیں جھوٹ موٹ کا صاحب تقویٰ و ورع جتلانے کے لئے اور جولاہوں میں بیٹھکر تعریف سننے کے لالچ سے کلمۂ حق زبان پر نہیں لاتے صاف صحیح حدیثونکو اور حکموں اور مسئلونکو چھپاتے ہیں اور عوام کی تالیف قلوب کے واسطے اس مسئلہ کو کبھی بنظر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبھی اسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع ٹھہراتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندوؤں اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں کرتے انکے ویسی بھائی بنجاتے ہیں اور انکے میلوں میں شریک ہوجاتے ہیں

اور ان کے ساتھ راہ و رسم دوستانہ رکھتے ہیں ان کے گھر کے کھانا کھانے میں تو کبھی کوئی مسلم کافر کیا گنہگار بھی نہو دے اور اصل کتاب کے کھانا کھانے سے کافر اور مرتد ہو جاوے اسکا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہو گیا ہے وہ سنت ہے اور جو جاری نہو وہ بدعت ہے سبحان اللہ دین کو بھی دل لگی ٹھہرا رکھا ہے۔

بعض صاحب فرماتے ہیں کہ قبول کیا کہ اس قسم کے اجتناب میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے مگر تہمت کا اتمام تو بیشک ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے اتقوا من مواضع التھم پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اتہام تہمت سے بچنا چاہیے۔

یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تہمت وہ ہیں جو محظور شرعی ہیں اور جو امر کہ شرعاً مباح ہیں ان پر مواقع تہمت کا اطلاق کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

الشبھۃ السابعۃ۔ بعض شبہہ کرتے ہیں کہ تسلیم کیا کہ ان آیات و روایات سے طعام اہل کتاب کا مباح ہوا مگر مضمون آیت طعامھم حل لکم وطعامکم حل لھم سے مواکلت اور ایک جگہ بیٹھکر کھانا کھانا کہاں سے نکلا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارۃ النص سے صریحاً مواکلت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انکو مسلمانوں کا کھانا بھی حلال ہے یعنی وہ انکا کھانا کھاویں [illegible] ان کا [illegible] اسی سے اشارہ ہے مواکلت پر۔

دوسرے یہ کہ ابو داؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے [illegible] تفسیر میں واحل طعام اھل الکتاب کے اس حدیث کو ابو داؤد نے ابواب [illegible] میں لکھا ہے جس سے

ؔ کھانا ان کا تمہارے لئے اور تمہارا ان کو لئے حلال ہے ؔ اور حلال ہے کھانا اہل [illegible]

پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کھانا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ جب ساتھ مٹھکر کھانے میں کوئی مخطور شرعی نہیں ہے تو اس سے منع کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔

چوتھے یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتوے میں صاف لکھا ہے کہ انگریزوں کے ساتھ اور انکے دسترخوان پر اور ان کے برتنوں میں کھانا بشرطیکہ منکرات میں سے کوئی چیز نہو اور کھانا اور برتن نجس نہو مباح ہے اور یہی ہم بھی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس سے زیادہ کچھ کہیں نہ کریں۔

الشبهة الثامنة۔ اس پر یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ساتھ مٹھکر کھانا اور آپس میں اختلاط رکھنا باعث ازدیاد محبت و تولا کا ہے اور مسلمان کے سوا اور کسی مذہب والے سے تولا و دوستی شرعاً جائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتھ مٹھکر کھانا جو باعث محبت و اخلاص کا ہوتا ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔

اس اعتراض سے دو امر کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا فی نفسہٖ تو ناجائز نہیں ہے اگرچہ عدم جواز ہے تو لغیرہٖ ہے۔

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدھ دفعہ اتفاق سے کھالے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدھ دفعہ کے کھانے میں کچھ تودد و اختلاط نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علمانے بھی دو ایک دفعہ کے کھالینے کا فتویٰ دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المومنین اور نصاب الاحتساب کی روایتوں پر استدلال کیا ہے اور وہ روایتیں یہ ہیں۔

عالمگیری ولم یذکر محمد رحمہ اللہ الاکل مع المجوس ومع غیرہ من اہل الشرک

انه هل يحل ام لا وحكى عن الحاكم الامام عبد الرحمن الكاتب انه ان ابتلى به المسلم

مرة او مرتين فلا باس به واما الدوام عليه فمكروه كذا في المحيط

[1] مطالب المومنين وههنا تفصيل لابد من معرفته ان الاكل مع المجوس

ومع غير المجوس من اهل الشرك هل مباح ام لا حكى عن الحاكم الامام ابن عبد الرحمن

الكاتب انه يقول ان ابتلى به المسلم مرة او مرتين فلا باس به بما روى ان النبي صلى

الله عليه وسلم كان ياكل فاتاه كافر فقال الاكل معك يا محمد فقال نعم فقد

اكل النبي صلى الله عليه وسلم مع الكافر مرة او مرتين لتاليف قلبه على الاسلام

فانه مكروه لما نهينا عن هذا الطعمه وموالاتهم وتكثير سوادهم وروى انه

---

[1] صفحہ ۳۴ و ۳۴ - اور نہیں ذکر کیا ہے محمد نے کہ کہانا ساتھ مجوسی کے اور غیر مجوسی کے بوال شرک میں کہ حلال ہے یا نہیں - حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہووے مسلمان اسمیں ایک بار یا دو بار تو کچہ مضائقہ نہیں مگر دوام و مداومت اسپر مکروہ ہے - یہ ہی محیط میں -

[2] مطالب المومنین میں ہے - اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرور ہے جاننا اسکا - وہ یہ ہے کہ کہانا مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ساتھہ جو مشرک ہیں مباح ہے یا نہیں تو حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہوا اس میں مسلمان ایک بار یا دو بار تو کچہ مضائقہ نہیں ہے - اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا میں کہاؤں آپ کے ساتھہ اے محمد تو کہا آپنے کہ ہاں کہاؤ سو بیشک کہایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے ساتھ ایک بار یا دو بار واسطے دل لگانے انکے کے اسلام پر مگر مداومت اسپر مکروہ ہے اسلئے کہ ہم منع کئے گئے ہیں انکی دوستی سے اور خلط ملط سے اور بہت کرنے ان کی جماعت سے - اور روایت

عليه السلام وقال من الجفاء ان تاكل مع غير اهل دينك وهذا يدل على انه لا ياكل
مع غير اهل ملته وروى انه اكل مع غير اهل دينه فلابد من التوفيق ووجه ما روينا
اولا بالاكل مرة او مرتين ويحمل هذا الحديث على الاكل معهم وذكر القاضي الامام
ركن الدين السغدى ان المجوسى اذا كان لا يزمزم فلاباس بالاكل معه وان كان
يزمزم فلا ياكل معه لانه يظهر الكفر والشرك فلا ياكل معه حال ما يظهر الكفر كذا في
آخر الفصل العاشر من سير الذخيرة انتهى۔

نصاب[1] الاحتساب وهل ياكل مع الكافر فان كان مرة او مرتين لتاليف قلبه على
الاسلام فلاباس فانه صلى الله عليه وسلم اكل مع كافر مرة ممتحنا على انه كان

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہ کھاوے تو اپنے غیر دین والے کے ساتھ
اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ غیر دین والے کے ساتھ نہ کھانا چاہیے۔ روایت ہے کہ کھایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ساتھ غیر دین والے اپنے کے تو ضرور ہے کہ ان دونوں میں موافقت دیا دے
اور وجہ اس حدیث کی کہ ... اول روایت کی ہے کہ کھانا ایک یا دو بار اور یہ حدیث حمل کی گئی
ان کے ساتھ کھانے پر ... کیا قاضی امام رکن الدین ... نے کہ مجوسی اگر زمزمہ نہ کریں
تو کچھ مناقضہ نہیں انکے ساتھ کھانے میں اور اگر زمزمہ کریں تو نہ کھاویں انکے ساتھ اس وقت کہ وہ ظاہر کرتے
میں کفر اور شرک ... کھایا جاوے انکے ساتھ اسوقت کہ وہ ظاہر کریں کفر ایسا ہی ... فصل کا
آخر ... ذخیرہ کا

[1] نصاب الاحتساب میں ہے اور کیا کھاوے ساتھ کافر کے پس اگر ہووے ایک بار یا دو بار واسطے
دل لگانے اسکے کے اسلام پر تو کچھ مناقضہ نہیں ہے اسلئے کہ کھایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ساتھ کافر کے ... یہ کیا حضرت نے

لتالیف قلبه علی الاسلام ولکن یکره المداومة علیه لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من الجفاء ان تاکل مع غیر اهل دیانتک وحمل هذا الحدیث علی المداومة او علی ان لم یکن نیة تالیف قلبه علی الاسلام وحمل الحدیث الاول علی ان من کان نیته تالیف قلبه علی الاسلام توفیقا بین الحدیثین ۔

مگر اس زمانہ کے ان عالموں سے جنہوں نے ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ صرف ایک دو دفعہ کھانا جائز ہونے اور اس سے زیادہ ناجائز ہونے پر دلیل پیش کیا ہے ان سے صریح غلطی ہوئی ہے اسلئے کہ ان روایتوں میں جو احکام ہیں وہ مجوس اور بت پرست مشرکوں کے ساتھ کھانے میں ہیں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے استانی جی سے بھی قرآن پڑھا ہوگا وہ بھی جانتا ہوگا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے احکام مشرکین کی نسبت ہیں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکھتے پس ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھ کھانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قوی ہیں جو قرآن اور احادیث صحیح کے مقابل لائی جاویں مگر ہم تولی اور دوستی کے موقع میں اسکی زیادہ تر تحقیقات کرتے ہیں اور جو تولی کہ شرعاً منع ہے اسکو بالتصریح بیان کرتے ہیں چنانچہ ان آیتوں کو نقل کرکے جن میں تولی کی نہی آئی ہے پھر انکی تصریح و تحقیق کرینگے

واسطے تالیف انکے کے اسلام پر مگر مکروہ ہے مداومت اسپر اسلئے کہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ ظلم ہے کھانا غیر دین والیکے ساتھ اور محمول کیا گیا ہے یہ حدیث ثانی اوپر مداومت کے یا اسپر کہ نہو واسطے نیت تالیف قلب کی اسلام پر اور محمول کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہو واسطے نیت تالیف قلب کی اسلام پر واسطے موافقت کے دونوں حدیثوں میں ۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین فتری الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علیٰ ما اسروا فی انفسہم نادمین ویقول الذین آمنوا اھؤلاء الذین اقسموا باللہ جہد ایمانہم انہم لمعکم حبطت اعمالہم فاصبحوا خاسرین۔

آیت دوم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین

آیت سوم لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔

آیت چہارم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ

ے اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست کہ بعض ان کے دوست ہیں بعض کے اور جو کوئی اُن سے دوستی کریگا ان میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں راہ دیتا ہے قوم گنہگار کو پس دیکھیگا تو ان لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے جلدی کرتے ہیں ان کے اندر اور کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ پہونچے ہم کو کوئی آفت گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیوے فتح یا لاوے ایک امر اپنے پاس سے پس ہو جاوینگے یہ لوگ اوپر اسکے کہ چھپایا انہوں نے اپنے دل میں پشیمان اور کہتے ہیں ایمان والے کیا تم کہاں ان لوگوں نے اللہ کی بہت مضبوط قسم کہ وے بیشک تمہارے ساتھ ہیں مٹ گئے کام ان کے اور ہو گئے ٹوٹے والے

۲ اے ایمان والو نہ بناؤ تم کافروں کو دوست سوائے مومنین کے۔

۳ چاہئے کہ نہ بناویں ایمان والے کافروں کو دوست سوائے مومنین کے

۴ اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ لو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے۔

آیت پنجم ولاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔

آیت ششم لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰبائهم او ابنائهم او اخوانهم او عشیرتهم۔

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل ہیں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموما ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام بلکہ کفر ہے اور موالات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف اسی قسم کی موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی۔

ہم مسلمان اپنے مذہب کے علما متقدمین اور صلحا اور اولیا امت سے محبت رکھتے ہیں اور کوئی دنیاوی غرض ان سے یا کوئی جبلی اور فطرتی محبت ان سے نہیں رکھتے نہ کسی قسم کے دنیاوی احسان کے سبب ان سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم کی محبت باعتبار معاشرت کے ان سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری ان کے ساتھ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے لانهم کانوا علماء دیننا وانقیاء مذهبنا واولیاء الامة المرحومة التی نحن فیها پس اگر اسی قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھ رکھی جاوے

لہ اور نہ بیٹھ تو بعد یاد آنے کے ساتھ قوم گنہگار کے۔

لہ نہ پائیگا تو اس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہیں ساتھ اللہ کے اور اسکے رسول کے کہ دوستی کریں انکے ساتھ جو جھگڑا کرے اللہ اور اسکے رسول سے اگرچہ ہوویں وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا ان کے کنبے ۔

لہ اسلئے کہ وہ تھے علما ہمارے دین کے اور پرہیزگار ہمارے مذہب کے اور دوستدار امت مرحومہ کے کہ جس میں ہم ہیں۔

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ما سوا اسکے جو اور قسم کی محبتیں ہیں وہ لاباس بہ ہیں اور ممنوع شرعی نہیں ہیں بلکہ ان کے کرنے میں ہم امور ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی با رحمت و شفقت عام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھہ خواہ وہ مشرک ہوں خواہ اہل کتاب برتیں اور اپنے تئیں اس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھکر یقین لائیں اور ضلالت اور گمراہی سے نکلکر صراط مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنا دیں کہ پیشوں میں قصائی کا پیشہ و ما فعل اولیاء امتنا الاھذا فانھم نوروا بنور الاخلاق المحمدیۃ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ وتولوا وتوادوا مع الذین کانوا ینکرون اللہ ویعبدون الاصنام فاثر اخلاق المحمدیۃ فی کل صغیر وکبیر من البریۃ فانتشر نور الاسلام فی الآفاق وھدی ھم الی طریق الوفاق وان کانوا فظا غلیظ القلب کحال مسلمی زماننا لانفضوا من حولھم۔

مسلمانوں کو ان عورتوں سے جو کافرات اہل کتاب ہیں نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہیں اور ہم اپنے مذہب پر قال اللہ تعالی والمحصنات من الذین

ل اور نہیں کیا ہے ہماری امت کے اولیاء نے مگر یہی اسلئے کہ منور ہوئے وہ بنور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ اور دوستی اور موالات کی انہوں نے ان کے ساتھہ جو منکر تھے اللہ کے اور عبادت کرتے تھے بتوں کی پس اثر کیا اخلاق محمدیہ نے ہر چھوٹے اور بڑے میں سب مخلوقات میں اور پہیل گیا نور اسلام آسمان میں اور ہدایت کی انکو طرف راہ موافقت کے اور اگر ہوتے یہ لوگ بدخو سخت دل مثل ... زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بھاگ جاتے وہ لوگ انکے پاس سے

ع فرمایا اللہ تعالی نے اور عورتیں پاک

اوتوا الکتاب من قبلکم وای مودۃ اقرب من الزوجیۃ لکنہ لیست تلک المودۃ من حیث الدین۔

کفار والدین کے ساتھہ محبت کرنے کا ہمکو حکم ہے لقولہ تعالی واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ وقال عز اسمہ وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعہما وصاحبہما فی الدنیا معروفا لکنہ لیست تلک من حیث الدین۔

صلہ رحم کا ہمکو حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھہ نکاح کرتے ہیں تو اُنکی اولاد کے ذوی الارحام اھل کتاب ہوتے ہیں کہ انکو اُن کے ساتھہ تودد اور صلہ واجب ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

ہمسایہ کے ساتھہ اگرچہ کافر ہو محبت اور احسان کرنے پر ہم مامور ہیں لکنہ لیس من حیث الدین۔

خود خدا تعالی نے مسلمانوں میں اور اھل کتاب میں بالتخصیص نصاری کے ساتھ تودد ہونا بتایا حیث قال عز وجل لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاری

پاک کتاب والونکی اور کونسی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کے۔

لہ اور جھکا دے اُنکے لئے بازو ذلت کا بسبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالی نے اور اگر جھگڑا کریں تیرے ماباپ کہ شریک کرے تو میرے ساتھہ اُسکو کہ جسکا علم تجہ کو نہیں ہے تو اُنکی اطاعت نکر اور رہ اُن کے ساتھہ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

لہ کہا اللہ تعالی نے اور پاویگا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یہود کو اور اُنکو جو مشرک ہیں اور پاویگا تو قریب تر دوستی میں مسلمانوں کے اُن کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں۔

ذلک بان منهم قسیسین و رهبانا وانهم لایستکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلق تودد ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تودد ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو تحفۂ اثنا عشریہ کے لکھنے کے بعد مسئلہ تفضیل میں لکھا ہے اسکے مقدمہ چہارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی آنست کہ مبنی باشد بر محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل و این معنی در غیر اہل نفس ہرگز در شرع وارد نشدہ انتہی۔

پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ دین اہل دین سے من حیث الدین ہو اور جو آیات کہ اوپر مذکور ہوئیں ان سب میں اسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکھی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبداللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تھا درحقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا جنکے نفوس اور حکم پر تمام مدینہ کے لوگ چلتے تھے چنانچہ تمام اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچھ بھی محبت نہیں رکھتے تھے تفسیر معالم میں لکھا ہے فتری[1] الذین فی قلوبہم مرض ای نفاق یعنی عبداللہ ابن ابی و اصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیہود ویسارعون

اور یہ اسلئے کہ ہیں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے ہیں۔

[1] پس دیکھیگا تو ان لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبداللہ بن ابی اور اسکے ہمراہی منافقین کہ دوستی رکھتے تھے یہود سے اور جلدی کرتے تھے۔

فیھم ای فی معونتہم وموالاتہم علی ما اسروا فی انفسہم من موالات الیھود ومن الاخبار الیھم اھؤلاء الذین اقسموا باللہ حلفوا باللہ جھد ایمانہم ای حلفوا باغلظ الایمان انھم لمعکم ای انہم لمؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان المؤمنین حیئنذ یتعجبون من کذبہم وحلفہم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرح کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور ممنوع شرعی ہے۔

اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالی بشر المنافقین بان لہم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کان المنافقون یوادون الیھود اعتقادا منھم ان امر محمد لایتم وحیئنذ ینتفعون بصلھم ویحصل لھم بھم قوۃ وغلبۃ۔

ان کے اندر یعنی انکی مددگاری اور انکی دوستی میں۔ اوپر اسکے کہ چھپایا انھوں نے اپنے دلمیں موالات یہود کی اور خبر دینے کی انکو۔ کیا وہی لوگ ہیں جنھوں قسم کھائی ساتھ اللہ کے بہت سخت مضبوط قسم کر بیشک وہ انکے ساتھ ہیں یعنی بیشک وہ مسلمان ہیں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرتے تھے ان کے جھوٹ بولنے سے اور ان کی بیہودہ قسم کھانے سے۔

لہ فرمایا اللہ تعالی نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ انکو عذاب ہے سخت یہ لوگ ہیں کہ بناتے ہیں کافروں کو دوست سوائے مومنیں کے۔ کیا چاہتے ہیں ان کے پاس عزت [illegible] ت سب طرح کی اللہ کو ہے۔

لہ منافقین دوستی رکھتے تھے یہود سے بدیں اعتقاد کہ کام محمد کا پورا نہوگا اور [illegible] فائدہ مند ہونگے یہود کے [illegible] مددگار کے ساتھ اور ملیگی انکو بسبب یہود کے قوت اور غلبہ۔

اور تفسیر کشاف میں ہے "کانوا یمایلون الکفرۃ ویوالونہم ویقول بعضہم لبعض لا یتم امر محمد فتولوا الیہود۔"

اور تفسیر زاہد میں ہے "ومن یتولہم منکم فانہ منہم ہر کہ دوستی دارد باایشان وے از ایشان ست این وعید کسے راست کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت ودیانت۔"

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھ یا تو من حیث الدین ہے یا اس وجہ سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی ولا اور دوستی شرعاً ممنوع ہے۔

آیت دوم اس آیت میں بھی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ حسن اخلاق کافروں کے ساتھ کرنا پایا جاتا ہے اور خلوص مسلمانوں کے ساتھ جس کا صاف منشا یہ ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔

عن[2] صعصعۃ بن صوحان انہ قال لابن اخ لہ خالص المؤمن وخالق الکافر

---

[1] اور وہ ... رکھتے تھے کافروں کے ساتھ اور دوستی کرتے تھے ان کے ساتھ اور کہتا تھا بعض بعض کو کہ ... ہوگا کام محمد کا تو دوستی رکھو یہود کے ساتھ۔

[2] صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ خلوص سے محبت کر مومن کے ساتھ ... کر کافر کے ساتھ۔

والفاجر فان الفاجر یرضی منك بالخلق الحسن وانه یحق علیك ان تخالص المؤمنین۔

علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے لئے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی بنے قریظہ کے تھے جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قال[له] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر والسبب فیہ ان الانصار بالمدینۃ کان لھم فی بنی قریظۃ رضاع وحلف ومودۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نتولی فقال المھاجرون فتنزلت ھذہ الایۃ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منافقوں سے موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا مسلمان سمجھتے تھے مسلمانوں کی سی محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین سچے مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت نکرو۔

اور فاجر کے ساتھ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتھ خلق نیک کے اور حق تیرے ذمہ یہ ہے کہ خالص دوستی کرو مسلمانوں سے۔

[له] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قریظہ کے ساتھ شیرگی اور دینی بھائی ہونا تھا اور دوستی ان کے ساتھ تھی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کسکو دوست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی یہ آیت۔

قال[۱] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر قال القفال وھوان ھذا النھی للمؤمنین من موالات المنافقین یقول قد بینت لکم اخلاق ھؤلاء المنافقین ومذاھبھم فلا تتخذوھم اولیاء۔

اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے لا[۲] تتخذوا الکافرین اولیاء لا تتشبھوا بالمنافقین فی اتخاذھم الیھود وغیرھم من اعداء الاسلام اولیاء۔ منافقین ظاہر میں مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں دلی محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں ممانعت فرمائی۔

وقد[۳] کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام ولا یمیز المسلم من المنافق ولا یمیز الخبیث من الطیب ویشبہ المنافق بالمسلم الصادق ویتشابہ اھل الحق واھل الکذب فان المسلمین الذین کانوا حدیثی عھد بالاسلام یفعلون کما کان یفعل المنافقون من الاحکام واما الان فظھر ما ظھر من الدین ولم یبق احد من المنافقین فالمسلمون مسلمون حقا

---

[۱] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ کہا قفال نے اور بات یہ ہے کہ یہ منع کرنا ہے مسلمانوں کو دوستی منافقین سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جب ظاہر کیا میں نے تمہارے لیے اخلاق منافقین کو اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست۔

[۲] نہ بناؤ تم کافروں کو دوست نہ مشابہت کرو منافقین کی دوستی کرنے میں یہود وغیرہ دشمنان اسلام کی۔

[۳] یہ احکام ابتداء اسلام میں تھے اور تمیز نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں اور ہمشکل تھا منافق مسلمان صادق کے اور متشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہوا دین اسلام اور نہ رہا کوئی منافق تو مسلمان اب سچے ہیں۔

وامتاز الکافرون والمسلمون بخلق وخلق ولم یبق التشابہ والتشاکل لا فی التعامل
ولا فی التناول فانتفی العلة فاین المعلول وظہر الحق المعلول فلا باس بان یعاشر
المسلمون بالکفار بحسن المعاشرۃ بل الان آن ان یظہر الاخلاق المحمدیة بکل من خالفنا
فی الدین والسجیة لیحق حق الدین القویم ویصدق خلق نبینا وانک لعلی خلق عظیم

آیت سوم بہی منافقین کے حق میں وارد ہے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں
اس آیت کی تفسیر میں لکہا ہے واعلم انہ تعالی انزل آیات اخر کثیرۃ فی ہذا المعنی
فمنہا قولہ تعالی لا تتخذوا بطانة من دونکم وقولہ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم
الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ وقولہ لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء وقولہ
یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وقال المومنون والمومنات

اور ممیز ہو گئے کافر اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ باقی رہا ہمشکل اور مشابہ ہونا نہ بیچ برتاؤ کے
اور نہ لین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب تو اب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہو گیا حق آفت رسیدہ
تو اب کچہ مضائقہ نہیں کہ معاشرۃ کریں مسلمان کفار کے ساتہہ بحسن معاشرۃ بلکہ اب وہ وقت ہے کہ
ظاہر کیا جاوے اخلاق محمدی ہر ایک کے ساتہہ جو مخالف ہے ہمارے دین اور عادت میں تا تحقق
ہووے حقیقت دین راست کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو [illegible] بزرگ کے ہے
لہ اور جان تو کہ اللہ تعالی نے اتاری ہیں آیتیں اور بہت اس معنی میں ایک [illegible] ہے کہ نہ بناؤ
تم دوست ولی سوائے اپنے اور ایک یہ کہ نہ پائیگا تو اس قوم کو کہ ایمان لا[illegible] اور قیامت پر
کہ دوستی کریں اس شخص کے ساتہہ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور [illegible] یہ کہ نہ بناؤ تم یہود
اور نصاری کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور ایک
آیت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں

بعضهم اولياء بعض واعلم ان كون المؤمن موالياً للكافر يحتمل ثلثة اوجه احدها
ان يكون راضيا بكفره ويتولاه لاجله الا ان كل من فعل ذلك كان مصوبا له فى ذلك الدين
وتصويب الكفر كفر والرضى بالكفر كفر فيستحيل ان يبقى مؤمنا مع كونه بهذه الصفة
وثانيها المعاشرة الجميلة فى الدنيا بحسب الظاهر وذلك غير ممنوع منه والقسم الثالث
وهو المتوسط بين القسمين الاولين هو ان موالات الكفار بمعنى الركون اليهم والمعونة
والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاده ان دينه باطل و
هذا لا يوجب الكفر الا انه منهى عنه لان الموالاة بهذا المعنى قد يجر الى استحسان
طريقته والرضى بدينه وذلك يخرجه عن الاسلام فلا جرم هدد الله تعالى فيه فقال
ومن يفعل ذلك فليس من الله فى شئ انتهى ـ

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جان تو کہ ہونا مسلمان کا دوست کافر کے لئے تین وجہ رکھتا ہے ایک
یہ کہ ہوگا راضی اسکے کفر سے اور اس سبب سے اس سے دوستی کریگا تو بیشک اس کو سب کام کو درست
اور پسندیدہ رکھیگا اور درست اور پسند کرنا کفر کا کفر ہے اور خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو محال ہے کہ باقی رہے
مسلمان مع اس صفت کے ـ دوم یہ کہ معاشرت نیک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے ـ سوم یہ کہ یہ
قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ ہے کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھ بمعنی میلان اور اعتماد
کے انکی جانب اور مددگاری اور پشت پناہ اور یاری کے یا بسبب قرابت کے یا بسبب محبت کے
مع اعتقاد اسکے کہ دین اسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کیونکہ دوستی بایں معنی
بیشک پہنچاتی ہے طرف پسند کرنے طریقہ اسکے کے اور خوشنودی کے اسکے دین کے اور یہ نکالتا ہے
اسلام سے سبب اسکے پس دھمکایا اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ میں اور فرمایا کہ جو کوئی کریگا یہ کام تو نہیں ہے اللہ
سے کسی چیز میں تمام ہوا کلام اسکا ـ

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخر الدین رازی نے لکھی ہمکو باقی آیات سے بحث کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں رہی تہی مگر احسانا ملی المتعصبین ہم اُن آیات کی تفسیر لکھتے ہیں -

چوتھی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی ہیں اور جنگ بدر میں بہی موجود تہے اور اعرابی ہیں مگر ایام جاہلیت میں قریش کے ساتہہ حلیف یعنی دینی بہائی تہے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچہہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہہ بہیجا تہا کہ اُن کا مال واسباب و بال بچہ سب مکہ میں تہے وہ خط پکڑا گیا ان سے حضرت نے جب پوچہا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ[لہ] لا تعجل علی انی کنت امرء ملصقا فی قریش کنت حلیفا ولم اکن من انفسہم وکان معک من المہاجرین من لھم قرابات یحمون اھلیھم واموالھم فاحببت اذ فاتنی ذلک من النسب فیھم ان اتخذ عندھم یدا یحمون قرابتی فلم افعلہ ارتدادا عن دین ولا رضا بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدقکم فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ھذا المنافق فقال انہ قد شھد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع علی من شھد بدرا

لہ یا رسول اللہ جلدی کیجئے مجہہ پر میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تہا انکا دینی بہائی اور نہ تہا میں اُنکی قوم میں سے اور جتنے لوگ آپ کے ساتہہ مہاجرین اُن سب کو قرابت ہے کہ حمایت کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی تو پسند کیا میں نے کہ جب نوت ہے مجہہ میں نسب اُن سے تو کروں میں اُن کے ساتہہ ایک احسان کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کے سو نہیں کیا میں نے دین سے مرتد ہونے کیلیئے اور کفر کے ساتہہ خوشی کے لیے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اُس نے سچ بولدیا تمسے پہر کہا حضرت عمر نے مجہکو اجازت ہو کہ ماروں میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر میں موجود تہا اور کیا معلوم ہے تجہکو شاید مطلع ہو اللہ تعالے اُن پر جو بدر میں تہے

فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم فانزل الله تعالیٰ هذه السورة یا ایها الذین آمنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة انتهی ما فی العالم اور سب تفاسیر
میں بھی یہی ہے۔

اب غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین بھی منع ہوئی مگر جو
کہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولہم منکم فانہ منہم میں داخل نہیں ہوئی اور
نہ اس قسم کا فعل من شہد بدراً سے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں
لکھا ہے لما نزلت هذه الآیة المذکورة فی حق حاطب ابن بلتعة تشدد المومنون
فی عداوة اقربائهم وعشائرهم فنزل آیة لا ینهیکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجو
کم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین انما ینهیکم الله عن الذین قاتلوکم
فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولهم فاولئك هم الظلمون

سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو بیشک بخش دیا تمکو پس نازل ہوئی یہ سورت اے مسلمانوں نہ بناؤ تم میرے
اور اپنے دشمن کو دوست کہ ڈالو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے تمام ہوا جو معالم میں ہے۔

لہ جب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے
بیچ عداوت اپنے رشتہ داروں اور کنبوں کے تو یہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ تمکو ان لوگو
سے کہ نہ قتال کیا انہوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تمکو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کرو تم
اور انصاف کرو تم ان کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو مگر منع کرتا ہے
تمکو صرف ان لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انہوں نے دین میں اور نکالا تمکو تمہارے وطن سے اور
مدد دی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کرو تم ان سے اور جو دوستی کریگا ان سے بیشک وہ گنہگار ہوگا۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی ممنوع وہی ہے جو من حیث الدین ہو اور اس

میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت

قتال و سیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے

آیت پنجم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا

فاعرض عنہم حتے یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری

مع القوم الظلمین۔

اس آیت کو اس معاملہ سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار

قریش ہمارے دین کی ... تکذیب کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اسپر استہزا کیا کرتے تھے ... رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اسکی ... اس آیت میں صرف

اتنا حکم آیا کہ جب مشرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرو۔

قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ الکبیر ان اولئٰک المکذبین ان ضموا الی

کفرھم وتکذیبھم الاستہزاء بالدین والطعن فی الرسول فانہ یجب الاحتراز عن

مقارنتھم وترک مجالستھم۔

؎ اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ خوض کرتے ہیں ہماری آیات میں تو اعراض کر ان سے یہانتک کہ خوض کرنے

لگیں اسکے سوا اور بات میں اور اگر بھلا دے تجھکو شیطان اور نہ بیٹھ بعد یاد آنے کے ساتھ قوم ظالموں کے

؎ کہا فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ بیشک یہ جھٹلانے والے اگر ملا دیں اپنے کفر اور

تکذیب کے ساتھ ٹھٹھا دین کے اوپر اور طعنہ زنی رسول پر تو بیشک واجب ہے بچنا انکی صحبت

سے اور چھوڑنا انکی ہمنشینی کا۔

اور اس میں ہے نقل الواحدی ان المشرکین کانوا جالسوا المومنین وقعوا فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فشتموا واستہزوا فامرہم ان لا یقعدوا معہم حتے یخوضوا فی حدیث غیرہ ۔

وفی الکشاف یخوضون فی آیاتنا فی الاستہزاء بہا والطعن فیہا فکانت قریش فی الذین ہم یفعلون ذلک فاعرض عنہم ولا تجالسہم وقم عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلا باس ان تجالسہم حینئذ ۔

پس یہ آیت ایسی مجلسوں کی نسبت ہے جن میں دین کے اوپر استہزا ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا کچھ برا بھلا کہا جاوے یہانتک کہ صاحب کشاف نے صاف لکھدیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اسوقت اس مجلس میں بیٹھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھ جو مجلسیں کھانیکی ہوتی ہیں ان میں صرف دل لگی اور دنیا کی باتیں ہوتی ہیں کبھی ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر ہنستا ہے اور نہ کوئی کسیکو برا کہتا ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بجز ایک بیہودہ بات کے اور کیا ہے ۔

لہ نقل کیا واحدی نے کہ مشرکین جو ہمنشینی کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بحث میں پس برا کہتے تھے اور استہزا کرتے تھے تو حکم کیا انکو اللہ تعالی نے کہ نہ بیٹھیں ساتھ مشرکین کے یہانتک کہ خوض کریں اور کسی بات میں سوا اسکے ۔

لہ کشاف میں ہے خوض کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استہزا اور طعنہ زنی کے پس تھے قریش اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعراض کر ان سے اور نہ بیٹھ ان میں اور کھڑا ہو جا ان میں سے یہاں تک کہ خوض کریں کسی اور باب میں سوا اسکے پھر کچھ مضائقہ نہیں کہ بیٹھے تو ان میں اس وقت ۔

آیت ششم بھی حاطب ابن بلتعہ صحابی بدری کے معاملہ میں ہے جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں مگر جو کچھ کہ ہمنے بیان کیا اسکا استدلال نہایت اقوی وجوہ سے اس آیت سے ہوتا ہے یعنے خدا تعالیٰ نے اس آیت میں باپ اور بیٹے اور بھائی اور کنبہ کے تودد سے بھی منع فرمایا ہے حالانکہ اور آیات قرآنی سے صلہ رحم ہمپر واجب ہے ۔

قال[1] اللہ تعالی یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا ۔

اور ماباپ کی تعظیم اور ان کے ساتھہ محبت اور انکی خدمت ہمپر واجب کی ہے اگرچہ وہ کافر ہوں ۔

کما قال[2] اللہ تعالی واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقال وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا ۔

پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تودد جو آیت ششم میں منع فرمایا ہے وہ وہی تودد ہے جو من حیث الدین ہو ۔

---

[1] کہا اللہ تعالیٰ نے اے لوگو ڈرو تم اپنے رب سے کہ جس نے پیدا کیا تمکو نفس واحد سے اور پیدا کیا اس میں سے جوڑا اسکا اور پھیلایا ان سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ سے کہ مانگتے ہو تم اسکے ساتھہ اور ارحام سے بیشک اللہ ہے تمپر نگہبان ۔

[2] جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جھکا دے انکے لئے بازو ذلت کا رحمت کے سبب اور کہا اللہ تعالیٰ نے اور اگر جھگڑا کریں یہ دونوں اسپر کہ شریک کرے تو میرے ساتھہ وہ کہ نہیں اسکا تجھکو علم ہے پس نہ اطاعت کر انکی اور رہ انکے ساتھہ دنیا میں نیکی سے ۔

اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد بای وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم[1] میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا ہمکو اور ہمارا کھانا انکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحاً اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت اُن تمام آیات کے لیے مخصص ہوگی اور مواکلت جائز رہیگی۔

اب باقی رہیں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر نیشاپوری میں ابو موسیٰ سے روایت ہے قال[2] قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا الاسمعت ہذہ الآیۃ یعنے لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذ ابعدہم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں پتا نہیں اس قسم کی حدیثیں لاابعبا بہ میں داخل ہیں۔

---

[1] اور کھانا انکا جو دیے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے انکے لئے

[2] کہا انہوں نے کہ کہا میں نے عمر ابن الخطاب سے کہ میرے لئے ایک منشی ہے نصرانی تو انہوں نے کہا کیا ہوا تجھکو ہلاک کرے تجھکو اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تو نے منشی دیندار کو کیا نہیں سنا تو نے آیت کو نہ لو تم یہود اور نصاری کو دوست کہا میں نے اُس کے لئے ہے اسکا دین اور میرے لئے اُسکی کتابت تو آپ نے کہا اُن کا نہ اکرام کرو انکا جب ذلیل کیا انکو اللہ نے اور نہ عزت دے انکو جب رسوا کیا اللہ نے انکو اور نہ پاس بٹھلا انکو جب دور کیا اللہ نے انکو

اور جو حدیث فتاوی مطالب المومنین میں ہے ورُوی[1] انه علیه السلام قال من اجفأ ان تاكل معغیر اهل دینك اس حدیث کی بہی نہ کچہہ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بمقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جہلامیں اپنی شیخی اور فخر جتلانے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہیں ہے بلکہ اُسکے مخالف موجود ہے ۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جہلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں فی الترمذی[2] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصے فنهتهم علماءهم فلم ینتهوا فجالسوهم فی مجالسهم واکلوهم وشاربوهم فضرب الله قلوب بعض علی بعض ولعنهم علی لسان داود وعیسی ابن مریم بما عصوا وکانوا یعتدون ۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ ہرگاہ اہل معاصی کے ساتہہ کہانا اور بیٹہنا منع ہے تو اہل کفر کے ساتہ بدرجہ اولی منع ہے ۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے بہی یہ طریقہ استدلال کسیکو نہیں سوجہا وهل هو[3] الا اجتهاد علماء زماننا سلمهم الله تعالی ۔

---

[1] اور روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہانا تیرا ساتہہ غیر اہل دین والے اپنے کے

[2] ترمذی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب واقع ہوے بنی اسرائیل بیچ گناہوں کے پس منع کیا انکو علما نے ان کے پس نہ باز آئے وہ پس ہمنشینی کی انکے علما نے اور کہایا اور پیا انکے ساتہہ پس مارا اللہ نے انکے دلوں ایک دوسرے کے اور لعنت کیا انکو اوپر زبان داؤد اور عیسی ابن مریم کے بسبب انکے گناہوں کے اور جو وہ زیادتی کرتے تہے ۔

[3] اور نہیں ہے یہ مگر اجتہاد ہمارے علما زمانہ کا سلمہم اللہ تعالی ۔

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور اُنکے ساتھہ مواکلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہود یونکو فساق یہود کی اور مسلمانوں کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواکلت شئے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھہ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھہ کھانا کھانے میں تلطخ بالنجاسات ہو یا زمزمۃ المجوس ہو تو مواکلت حرام ہے اس بیان میں بھی ایک تھوڑا سا تسامح ہے یعنی اگر تلطخ بالنجاست ہے تو البتہ ماکول حرام ہے اور اگر زمزمۃ المجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کہ اسکے اندر منکرات ہوں تو ماکول میں کچھہ حرمت نہیں آتی الا اس مجلس میں شرکت ممنوع ہے۔

فی الوقایۃ ومقتدی دعی الی ولیمۃ فوجد ثم لعبا وغناء لایقعد علی منع غیر ہ البتۃ وغیرہ ان قعد اکل جاز ولایحضر ان علم من قبل وقال ابو حنیفۃ رح ابتلیت بھذا مرۃ فتصبرت [illegible] یقتدی بہ ودل قولہ علی حرمۃ کل الملاہی لان الابتلاء بالمحرم یکون۔

[illegible] ایک مقتدی بلایا گیا ولیمہ میں اور پایا وہاں کھیل اور راگ کو نہیں نشست کھانے [illegible] ل جاوے وہاں سے البتہ اور غیر مقتدی اگر بیٹھہ جاوے اور کھالیوے تو جائز ہے اور [illegible] ہووے اگر جان لیا پہلے اور کہا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتھہ [illegible] بدشواری صبر کیا میں نے اور یہ پہلے اُن کے مقتدی ہونیسے تھا اور امام کا کہنا دلیل [illegible] سب کھیل کیونکہ مبتلا ہونا حرام میں ہوتا ہے۔

اور یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خمر اور اوانی فضہ ہوں اور اگرچہ وہ برتن جس میں مسلمان کہاتا ہے نجاست سے صاف ہوں تو بہی حرام ہے اسکی وجہ ہماری سمجہ میں نہیں آئی کیونکہ اگر وہ اکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام ہے باقی رہی یہ بات کہ شرکت ایسے مائدہ پر جسپر خمر اور خنزیر ہو حرام ہے تو بفرض اس بات کے فعل شرکت حرام ہوگا نہ اکول اور نہ فعل مواکلت -

علاوہ اسکے اور بات بہی سمجہ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر اور خنزیر حلال ہے اور وہی اُسکے مرتکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور اکول اس سے آلودہ ہوں تو اُس مجلس کی شرکت بہی کیوں حرام ہو گی -

خلافاً[1] للمائدۃ التی یدور علیہا الخمر ویشربہا المسلمون فلا شک ان الشرکۃ فی ہذا المجلس حرام لانہا تمام وقع فیہ محرمیات شرعیۃ

الشبہۃ التاسعہ بعضے لوگ ان باتونکو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اباحت کا فتویٰ دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہو کیونکہ عوام الناس انگریزوں کا کہانا بلا تمیز اس بات کے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہے یا نہیں کہانے لگیں گے پس بنظر عموم بلوا عدم جواز کا فتویٰ دینا مصلحت ہے

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام احکام شرعی حلال و حرام ہر ایک کی مصلحت پر موقوف ہو جاینگے عموم بلوا کا خیال بہی ایک عجیب قیاس ہے آجتک مسئلہ فقہ یوں سنا کرتے تہے کہ الضرورۃ تبیح المحظورات مگر اب اُسکی جگہ کہا جاتا ہے تحرم المباحات فسبحانہ وتعالیٰ

---

[1] بخلاف اس دسترخوان کے کہ شراب کا دور چلے اور پیویں اُسکو مسلمان تو بیشک شرکت اُس مجلس میں حرام ہے کہ اُس میں واقع ہوئی محرمات شرعیہ -

ثانیاً مشروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ غیر مشروع کو مشروع اور درحقیقت ایسا کرنا خیانت فی الدین ہے عن[1] ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من افتی بغیر علم کان اثمه علی من افتاه ومن اشار علی اخیه بغیر علم ان الرشد فی غیره فقد خانه رواه ابوداؤد۔

فی القاموس الرشد الاستقامة علی طریق الحق مع تصلب فیه ہمارے بہائی حکیم یہ بات بہول جاتے ہیں کما یعرفون ابناءہم کہ شرع میں طعام اہل کتاب خواہ ہو اکلت معہم بشرط الطہارۃ جائز و مباح ہے تو تمام لوگوں کو بہی صحیح اور سیدہا مسئلہ کیوں نہیں بتاتے کہ انگریزوں کے یہاں کہانا اور انکا کہلانا اور ایک ساتھ بیٹھکر کہانا درست ہے لیکن حرام چیزوں سے بچنا چاہیے تاکہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ہاں مگر اس کہنے میں مولویت کی شیخی اور جہلا کی آنکہ میں اتقی الناس بننے کے تفاخر میں اور پیری مریدی نذر نیاز لینے کی دکانداری میں بٹا لگتا ہے۔

[1] ابوہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتوی دیوے بغیر علم کے تو ہوگا گناہ اسکا اسپر کہ جس نے فتوی دیا اور جس نے مشورہ دیا اپنے بہائی کو کہ بہلائی اوسکی غیر میں ہے بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اوسکی روایت کیا اسکو ابوداود نے قاموس میں ہے کہ رشد قائم رہنا اوپر طریق حق کے ساتھہ مضبوطی کے اسپر۔

خاتمہ

الآن نختم هذه الرسالة على بيان امر يليق بيانه فی هذا المقام فاعلم ان بعض علمائنا رحمة الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيرها كما هو عادة اهل ديارنا واستدلوا على منعه بما هو مذكور فی التهذيب ان كل فعل فيه توقير الذمی فهو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعانقة لان الجزية عليهم للاهانة وبالسلام توقيرهم وفيه نظر بوجوه۔

الاول انه لا يوافقها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال اننی من المسلمين ولا تستوی الحسنة ولا السيئة ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بينك وبينه عداوة كانه ولی حميم وما يلقها الا الذين

اب ختم کرتے ہیں ہم یہ رسالہ اوپر بیان اس امر کے کہ لائق ہے بیان اسکا اس جگہ ۔ پس جان تو چاہئے کہ ہمارے بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کافر کی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ عادت ہے ہمارے دیار کی اور دلیل پکڑی ہے اسکے منع پر ساتھ اسکے کہ وہ مذکور ہے تہذیب میں کہ بیشک جو فعل کہ جسمیں توقیر ہو ذمی کی وہ حرام ہے جیسا کھڑا ہونا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا کیونکہ جزیہ انپر اہانت کے لئے ہے اور سلام میں انکی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے شبہ ہے۔

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اسکے دلائل شرعیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاوے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور [illegible] میں مسلما ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی دفع کر ایسی بات کے ساتھ کہ بہت نیک [illegible] اسوقت وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہونچتے ہیں [illegible] کو

صبروا وما یلقیها الا ذو حظ عظیم وقال الله تعالی وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض
هوناواذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما۔

الثانی ان الروایة المذکورة فی التهذیب لیس یلائم حالنا ومن سکن دیارنا
لان المشرکین او النصاری فی دیارنا لیسوا باهل ذمتنا بل نحن معاشر المسلمین
رعیتهم وفی جوارهم ونسکن فی امانهم ونعمر فی دیارهم وهم احسنوا الینا بوجوه کثیرة
لانهم یحکمون علینا بالعدل علی ما یملکهم ولا یراعون قوما دون قوم فی حکومتهم
ومن قواعدهم التسویة بین حقوق العباد یهودیا کان او نصرانیا مشرکا کان او مسلما
ثم لا یمنعون اداء الفرائض کالصلوة والصیام والزکوة والحج ولا یزاحمون اقامة
الجمع والاعیاد الا البغی والفساد ای شئ اقبح من هذین وهم یحکمون علینا فی القضایا التی تتعلق بالمذهب صحاح

گروہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پہونچتے ہیں اسبات کو مگر وہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کہا اللہ تعالی
نے اور بندہ رحمن کر وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلام
۔ دوسرے یہ کہ روایت جو تہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو جو ہمارے
ملک میں رہتے ہیں اسلئے کہ مشرکین یا نصاری نہیں ہیں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمان اُن کی
رعیت میں ہیں اور انکی ہمسائگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک
میں اور ... نے احسان کیا ہے ہمپر بہت طرح سے کہ حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھ انصاف کے جہانتک
... ہو ... اور نہیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکمرانی میں اور اُن کے قواعد سے ہے برابری
... بیان حقوق عباد کے یہودی ہو یا نصرانی مشرک ہو یا مسلمان پھر نہیں منع کرتے ہیں ادائے فرائض
نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج کو اور نہیں روکتے ہیں قائم کرنے جمعہ اور عیدوں کو مگر بغاوت اور فساد کو اور ...
بری کونسی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہمپر ہمارے اُن جھگڑوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے سا...

كالنكاح والطلاق والميراث وغيره على ما هو ماثور في شريعتنا فكيف لا نوثرهم على انفسنا ونختارهم فانهم يحفظون انفسنا ويرعون اموالنا ويكلؤن دمائنا على ما بينا مما احسنوا وقد افترض علينا اطاعة امر السلطان وامتثال حكمه مما يتعلق من امور الدنيا قال في التاتارخانية الاسلام ليس بشرط في السلطان الذي يقلد وفي الدر المختار ان غلبوا على اموالنا ولو عبد امؤمنا واحرزوها بدارهم ملكوها ويفترض علينا اتباعهم فما روى في التهذيب عن منع السلام والمصافحة والمعانقة فهو متعلق باهل الذمة كما هو مصرح فيه لا بالحكام والسلطان فعلينا ان نتفكر في حالة يكون اهل الاسلام محكومين وغيرهم عليهم حاكما فما كان طريق معاشرة المسلمين بالحكام

مثل نکاح اور طلاق اور میراث کے اور سوا اسکے موافق اُسکے کہ ہماری شریعت میں منقول ہے پہر کیوں نہ اختیار کریں ہم اُنکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں ہماری جانوں کی اور رعایت کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی علاوہ اسکے بموجب بیان کے ہیں انکے احسان اور فرض ہے ہمپر اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم اُن کے کی ان امور میں جو متعلق ہیں دنیا کے ساتھ کہا تاتارخانیہ میں اسلام شرط نہیں ہے اُس بادشاہ میں جس سے نوکری حکومت کی لیجاوے اور در مختار میں ہے اگر غالب آویں کفار ہمپر اور ہمارے مال پر اگرچہ وہ غلام مسلمان ہو اور لیجاویں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ اُسکے مالک ہو جاوینگے اور فرض ہے ہمپر اُن کی اطاعت۔ پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مصافحہ اور معانقہ کی تو وہ متعلق ہے اہل ذمہ سے کہ اُس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھ حکام اور بادشاہ کے۔ لازم ہے ہمکو کہ فکر کریں اُس حالت میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام اُنپر حاکم پس جو طریق تہا اُس وقت معاشرت مسلمانوں کا ساتھ حاکموں کے۔

علینا ان نعمل بذلک الطریق وتلک الحالة وجدت فی ثلثة اقران الاول کان بنو
اسرائیل عبید الفرعون وهو علیهم سلطان ظاهر والثانی کان المسلمون بمکة قبل
الهجرة والثالث هاجر المسلمون بارض الحبشة فکان هؤلاء اطاعوا من کان له سلطنة
علیهم ما استطاعوا وکانوا یعاشرون معاشرة الخلان بمن لیس لهم علیهم سلطنة
قبل ابو بکر رضی الله عنه ذمة مالک ابن الدغنة وجواره لینجو من ظلمه وجار ...
مکة وسکن داره ولم یعد الاستیمان بالکافر عاره فعلینا ان نفعل ذلک اتباعا لهؤلاء
ولا نقع فی المهالک والله تعالی اعلم وعلمه اتم واسلم۔

لازم ہے ہمکو کہ عمل کریں موافق اُسکے ہم بھی اور یہ حالت تین وقت میں پائی گئی ہے اول بنی اسرائیل
تابع تھے فرعون کے اور وہ انپر سلطان قاہر تھا۔ اور دوم تھے مسلمان مکہ میں پہلے ہجرت سے اور سوم ہجرت
کیا مسلمانوں نے زمین حبشہ میں پس ان لوگوں نے اطاعت کی اُسکی کہ جو صاحب سلطنت تھا اُن پر
تی المقدور اور معاشرت کرتے تھے دوستوں کی سی ساتھ ان لوگوں کے کہ اُن پر اُنکو سلطنت نہ تھی یہانتک
کہ قبول کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ذمہ مالک بن دغنہ کا اور ہمسایگی اُسکی کہ نجات پاوے اُس
شخص سے کہ ظلم اور جور کیا اُسپر اور چلے آئے مکہ میں اور رہے اپنے گھر اور نہ شمار کیا اس امان لینے کو
کافر سے اپنا عار۔ تو لازم ہے ہمپر کہ ہم بھی کریں یہ ہی باتباع ان لوگوں کے اور نہ پڑیں ہم تباہی اور ہلاکی
میں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ ...

مجالس ترتیب جامعہ ضابطہ ...

۲۔ ...

۳۔ ...

۴۔ ...

۵۔ ...

۶۔ ...

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان ...

۸۔ قلمی نسخے ...